

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

فروری 2016ء

سوونیدر

# المنار



زیر نگرانی: مبارک احمد صدیقی - صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن - یو. کے

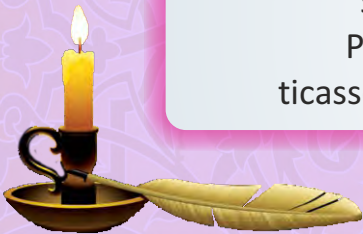
مجلس ادارت: رانا عبدالرزاق خان، عطاء القادر طاہر، سید حسن خان، آصف علی پرویز - منیجر: سید نصیر احمد

**Taleem-ul-Islam College Old Students Association - U.K**

53, Melrose Road, SW18 1LX, London.

Ph. 020 8877 5510 - Fax: 020 8877 9987

ticassociation@gmail.com - www.alminaruk.com





حضور پر نور سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجلس عاملہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے ممبران  
تصویر: فروری 2015ء



حضور پر نور سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجلس عاملہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے ممبران  
تصویر: فروری 2015ء

## قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

حکمت اور دانائی کی بات تو  
مومن کی اپنی کھوئی ہوئی  
چیز ہوتی ہے، اسے چاہیے کہ جہاں بھی اسے پائے  
، لے لے کیونکہ وہی اس کا بہتر حقدار ہے۔

(چالیس جواہر پارے صفحہ 115)

علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے تمہیں چین جانا پڑے  
کیونکہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(شعب الایمان جلد ۲ حدیث نمبر ۳۶۶۱)

## قال اللہ تعالیٰ



وہ جسے چاہے حکمت عطا  
کرتا ہے اور جو بھی حکمت دیا  
جائے تو یقیناً وہ خیر کثیر دیا گیا اور عقل والوں کے سوا  
کوئی نصیحت نہیں پکڑتا۔

(البقرہ: 270)

پڑھ، اور تیرا رب سب سے زیادہ معزز  
ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ  
سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

(العلق: 4-6)

## ارشاد سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس

ایدا اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز



”اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسوسی ایشن کی  
طرف سے براہ راست نظارت تعلیم ربوہ کو یہ  
تعلیمی امداد بھجوائی جاتی ہے اور وہاں کئی  
طالب علموں کا اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن اس

سے بڑھ کے بھی پروگرام ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے  
یہاں ایسے پرانے طالب علم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آسودہ حالی میسر  
فرمائی ہوئی ہے۔ اسلئے بعض ایسے پروگرام جو افریقہ میں مثلاً احمدیہ  
آرکیٹیکٹس ایسوسی ایشن کے ذریعے سے یا ہیومینیٹی فرسٹ کے  
ذریعے سے جاری ہیں، ان میں بھی کبھی کبھی ایسوسی ایشن کے نام پر

حصہ ڈال دیا کریں۔“ (خطاب سالانہ اجلاس منعقدہ 25 جنوری 2014ء)

## ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:  
”سو یہ علوم و معارف جو دوسرے  
لفظوں میں حکمت کے نام سے موسوم  
ہیں یہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ  
سے بحر محیط کے رنگ میں ہیں جو کلام الہی کے تابعین کو  
دئے جاتے ہیں اور ان کے فکر اور نظر میں ایک ایسی برکت  
رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقائق حقہ ان کے نفس آئینہ  
صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہیں اور کامل صداقتیں ان پر  
منکشف ہوتی رہتی ہیں۔“

(براہین احمدیہ جلد اول صفحہ 533)

مکتوب مبارک

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلَى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ  
هوالتاصر



لندن

Z-25/11/14

مکرم مبارک صدیقی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزشتہ دنوں تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے مشاعرہ میں میری شمولیت پر آپ کا شکریہ کا پر خلوص خط ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ماشاء اللہ اچھا پروگرام ہو گیا تھا۔ اللہ آپ کی کوششوں میں آئندہ بھی برکت عطا فرمائے اور آپ کا اور آپ کے تمام ساتھیوں کا ہر لمحہ حامی و ناصر ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار  
غزالی

خليفة المسيح الخامس

مکتوب مبارک

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهٖ الْكَرِیْمِ وَ عَلٰی عِبْدِهٖ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ  
ہوالتاصر



لندن

H: 7.01.15

مکرم مبارک صدیقی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس میں آپ نے طاہر حال میں سپورٹس ڈوے کے انعقاد کا ذکر کر کے دعا کی درخواست کی ہے۔ اللہ فضل فرمائے۔ آپ کے اس پروگرام کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ اللہ آپ کو مقبول خدمت دین کی توفیق دے اور جملہ نیک خواہشات پوری کرے۔ اللہ ہر آن حامی و ناصر ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

مکتوب مبارک

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهٖ الْكَرِيْمِ وَعَلٰی عِبْدِهٖ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ  
هوالتناصر



لندن

Z-17/04/15

مکرم مبارک صدیقی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے ”المنار“ کا ماہ اپریل کا شمارہ موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ  
اس کی اشاعت ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور پڑھنے والوں کو اس سے بھرپور  
فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ اللہ آپ کا او جملہ ٹیم ممبران کا حامی و مددگار ہو اور  
سب کی مساعی میں ہمیشہ برکت عطا فرماتا رہے۔ آمین

والسلام

خاکسار  
خلیفۃ المسیح

خلیفۃ المسیح الخامس

مکتوب مبارک

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلَى عِبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ  
هوالتناصر



لندن

Z-8/01/15

مکرم مبارک صدیقی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس میں آپ نے تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے تحت  
9 جنوری کو بیت الفتوح میں رکھی گئی ایک تقریب کے بارہ میں اطلاع دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس  
تقریب کو ہر لحاظ کامیاب فرمائے اور اسے مفید اور بابرکت بنائے۔ اللہ آپ سب کا ہر لمحہ حامی و ناصر  
ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

زید احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

مکتوب مبارک

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَ عَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ  
ہوالتناصر



لندن

Z-10/07/15

مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی طرف سے افریقہ میں  
تعمیراتی کاموں کی نگرانی کے لئے میری ہدایت کی تعمیل میں دس ممبران کے ناموں کی  
فہرست بھجوانے کا شکریہ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو آئندہ بھی نیکی  
کے میدانوں میں اپنا بھرپور حصہ ڈالنے کی توفیق دے اور آپ سب پر ہمیشہ اپنے پیار کی  
نظریں ڈالتا رہے۔ اللہ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

خدا کا بندہ

خلیفۃ المسیح الخامس



مکتوب مبارک

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Private Secretary  
to  
Hazrat Khalifatul Masih V

Date.....

مکرم مبارک صدیقی صاحب (صدر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے)

13-8-15 - K

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں موصول ہوا جس میں آپ نے جلسہ سالانہ یو کے کے بعد مہمان شعراء کے ساتھ مشاعرہ میں شرکت کرنے کی درخواست کی ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا ہے:

”اگر یہاں محمود ہال میں کسی ہفتہ کو ہو تو 10 یا 15 منٹ کے لئے آجاؤں گا۔“

آپ کی تجویز کردہ تاریخوں میں سے حضور انور ایدہ اللہ نے 5 ستمبر ہفتہ کو منظور فرمایا ہے۔ ارشاد حضور انور ارسال ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام  
خاکسار

منیہا دہا

پرائیویٹ سیکرٹری

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے کی سالانہ تقریب اور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب  
(فرمودہ 25 جنوری 2014ء بروز ہفتہ بمقام طاہرہال مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن)

جب اپنے اپنے دور کی یادیں اکٹھے بیان کریں تو ایسا ماحول پیدا ہوتا ہے جہاں بزرگ اساتذہ کیلئے دعائیں بھی نکلتی ہیں اور ان کی نیکیوں کو جاری کرنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہوتی ہے

مختلف پرنسپل صاحبان آتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بھی ایک احمدی کا جو کردار ہے اس کو، یا جماعت کا جو کردار ہے اس کو ہر طالب علم پر خواہ وہ احمدی تھا یا غیر از جماعت تھا اس کے اندر راسخ کرنے کی کوشش کرتے رہے اور وہ یہی ہے کہ محبت پیار سے رہنا اور اپنی تعلیمی سرگرمیوں کی طرف توجہ دینا۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری تفریح اور بے تکلفی کی بھی کچھ حدود ہیں، کچھ روایات ہیں

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر دفعہ احمدی ہی عہدیدار منتخب ہو۔ اگر کوئی غیر از جماعت ایسا ہے جو ہماری ایسوسی ایشن کا ممبر بنتا ہے تو وہ بھی منتخب ہو سکتا ہے

کی گئی تھی نہ کہ کسی قسم کا سیاسی اکھاڑہ بنانے کیلئے۔  
گذشتہ دنوں یہ بھی مطالبہ میرے پاس آیا کہ اس سال ہماری ایسوسی ایشن کے الیکشن ہونے ہیں، اس لئے کنوینسنگ کی بھی اجازت دی جائے تو میں نے اس تجویز کو اس لئے رد کر دیا تھا کہ ایک دوستانہ ماحول میں ایک ایسوسی ایشن بنائی گئی تھی جس میں لوگ آپس میں مل کر بیٹھیں اور اپنی ایک انتظامیہ منتخب کر لیں، نہ کہ کنوینسنگ کی جائے۔ کسی کے حق میں لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش کی جائے، کسی کے خلاف بولا جائے اور پھر اس طرح رنجشیں پیدا ہوں گی، محبتیں اور پیار نہیں پنیں گے۔ پس اس لحاظ سے ہمیشہ ہمیں خیال رکھنا چاہیے۔

بعض طلباء جو بعد کی پیداوار ہیں، وہ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی پرنسپل شپ کے زمانے میں کالج میں وقت نہیں گزارا، بلکہ بعد میں وقت گزارا، جب آپ خلافت پر متمکن ہوئے تو اس کے بعد

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایسوسی ایشن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:  
تعلیم الاسلام کالج اولڈ بوائز ایسوسی ایشن اسلئے قائم کی گئی تھی اور اس میں تمام طالب علم شامل ہیں چاہے احمدی ہیں یا غیر از جماعت ہیں، تاکہ ممبران کو سال کے مختلف وقتوں میں مل بیٹھنے کا ایک موقع میسر آجائے اور وہ پرانی یادیں تازہ کر سکیں۔ تعلیم الاسلام کالج کے جو مختلف دور گزرے ہیں، ان کی جو یادیں ہیں جو مختلف طلباء سے وابستہ ہیں وہ جب اپنے اپنے دور کی یادیں اکٹھے بیان کریں تو ایسا ماحول پیدا ہوتا ہے جہاں بزرگ اساتذہ کیلئے دعائیں بھی نکلتی ہیں اور ان کی نیکیوں کو جاری کرنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہوتی ہے۔ پس ایک مقصد یہ تھا جس کیلئے جب مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے کہا یہ ایسوسی ایشن ضرور بنائیں۔ اسلئے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک نیک مقصد کے لئے یہ ایسوسی ایشن قائم

پڑے ہوئے ہیں کہ ہماری آپس کی باتیں بھی تکلف بن کر رہ گئی ہیں۔ اسلئے آج کی جو میٹنگ ہے، آج کا جو بیٹھنا ہے اس میں بے تکلفی کا ماحول ہونا چاہئے اور اس میں ہر ایک نے بے تکلفی کی جو تعریف اپنے مطابق کی۔ حضرت مصلح موعودؑ نے بیان فرمایا کہ اس سے وہاں ایسی بے ہودگی شروع ہوگئی کہ پھل اٹھا کر ایک دوسرے پر پھینکنے شروع کر دیئے، ایک دوسرے کے خلاف گندے الفاظ استعمال کرنے لگے، اوجھے قسم کے مذاق ہونے لگے۔ تو اس قسم کی بے تکلفیاں ہمارے ماحول میں نہیں ہوتیں۔ حالانکہ وہ سب بڑے پڑھے لکھے اور قوم کے لیڈر کہلانے والے لوگ تھے۔ غیروں کی بے تکلفی کے تو یہ معیار ہیں۔ جبکہ ہماری بے تکلفی کا معیار بے تکلفی کے باوجود وقار کا احساس دل میں رکھتے ہوئے ہونا چاہئے اور ایک دوسرے کی عزت اور عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے ہونا چاہئے۔ پس یہ بے تکلفیاں ہیں جو ہم اپنی ایسوسی ایشن میں پیدا کر سکتے ہیں۔

بہر حال جیسا کہ میں نے کہا اب اس سال انتخاب ہونے ہیں، آپ کے موجودہ صدر صاحب جو ہیں انہوں نے ایک بڑی اچھی تجویز دی ہے اور میں نے ان کی تجویز پر صا د کیا ہے کہ صدر جو ہے وہ زیادہ سے زیادہ 6 سال کی مدت کیلئے مقرر کیا جائے اور کیونکہ ان کو 6 سال ہو گئے ہیں اس لئے ان کا نام تو اس دفعہ پیش نہیں ہوگا۔ اس دفعہ الیکشن جو آپ کا ہے اس میں آپ اپنا نیا صدر چنیں گے۔ لیکن باقی عہدیداران جو ایسوسی ایشن کے چنے جاتے ہیں ان کے لئے میرے خیال میں کسی وقت کی حد معین کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف صدر کیلئے ہی یہ حد کافی ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر دفعہ احمدی ہی عہدیدار منتخب ہو۔ اگر کوئی غیر از جماعت ایسا ہے جو ہماری ایسوسی ایشن کا ممبر بنتا ہے تو وہ بھی منتخب ہو سکتا ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا ان شرائط کے ساتھ کہ جماعتی نظام اور جماعتی وقار کو اپنے سامنے رکھنا ہوگا۔ یہ اس

مختلف پرنسپل صاحبان آتے رہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک احمدی کا جو کردار ہے اس کو، یا جماعت کا جو کردار ہے اس کو ہر طالب علم کے اندر خواہ وہ احمدی تھا یا غیر از جماعت تھا راسخ کرنے کی کوشش کرتے رہے اور وہ یہی ہے کہ محبت پیار سے رہنا اور اپنی تعلیمی سرگرمیوں کی طرف توجہ دینا۔ اس کے بعد بعض ایسے بھی ہوں گے جو بھٹو دور کے بعد جب کالج قومیا لئے گئے تو اس وقت وہاں پڑھتے رہے۔ اس وقت وہاں ایک ایسا ماحول پیدا ہو گیا تھا جس کو ایک احمدی ماحول تو بہر حال نہیں کہا جا سکتا بلکہ سیاست اور مخالفت، احمدیوں کی مخالفت، اساتذہ کی آپس میں ایک دوسرے کے خلاف رنجشیں، اس طرح کا ماحول تھا۔ بہر حال اس ماحول میں پنپنے بڑھنے والے اور پڑھنے والے جو سٹوڈنٹس تھے ان میں شاید یہ خیال آیا ہو کہ ہم بھی اس طرح کا ایک رنگ دے دیں۔ لیکن یہ رنگ تو ہم اس ایسوسی ایشن کو قطعاً نہیں دے سکتے۔ اس لئے کنوینسنگ کا تو سوال ہی نہیں۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ (اس کا مقصد) مل کر بیٹھنا ہے اور آپس میں تفریحی ماحول پیدا کرنا ہے اور دنیا میں مختلف قسم کے جو بوجھ ہر انسان پر پڑے ہوئے ہیں ان سے کسی طرح نجات حاصل کرنا اور یہ موقع پیدا کرنا ہوتا ہے کہ ہلکے ماحول میں ایک ایسا اکٹھ کیا جائے جہاں ایک دوسرے سے کھل کر باتیں بھی ہوں، ایک دوسرے کے خیالات بھی سنے جائیں اور تھوڑی بہت enjoyment بھی ہو جائے۔ لیکن ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری تفریح اور بے تکلفی کی بھی کچھ حدود ہیں، کچھ روایات ہیں، جو جماعت کی روایات تھیں وہ کالج میں بھی قائم رہیں، خواہ کالج میں پڑھنے والا احمدی تھا یا غیر احمدی۔ ہمارے اندر بے تکلفی کا وہ ماحول پیدا نہیں ہوتا جس کے بارے میں حضرت مصلح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے کہ ایک دفعہ کچھ لیڈر ایک جگہ جمع تھے اور وہاں باتیں ہو رہی تھیں کہ ہم پر اتنا بوجھ اور اتنی ٹینشن اور تکلفات میں

خدمت میں عشا ئیہ پیش کیا گیا اور حضور انور کے ساتھ ایسوسی ایشن کے عہدیداران کی ایک گروپ فوٹو ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں ہی سابق طلباء تعلیم الاسلام کالج کے مابین بیت بازی کا دلچسپ مقابلہ ہوا اور پھر سابق طلباء اور ایم ٹی اے کی ٹیموں کے مابین باسکٹ بال کا ایک دوستانہ میچ کھیلا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ ازاں بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل واپس تشریف لے گئے۔

(رپورٹ: مبارک احمد صدیقی - صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو۔ کے)



## اشکوں کے چراغ



یہ وہ زمین تھی جو آسمان سے اتری تھی  
یہ وہ حوالہ تھا جو بار بار دینا تھا  
وہ اک حسین تھا اس عہد کے حسینوں میں  
اسے کسی نے تو کافر قرار دینا تھا  
وہ برگزیدہ شجر لڑ رہا تھا موسم سے  
کہ پھولنا تھا اسے، برگ و بار دینا تھا  
ہمیں بھی عہد کے انجام سے تھی دلچسپی  
کہ ہم فقیروں کا اس نے ادھار دینا تھا



سایہ نہیں ہوں میں... عبید اللہ علیم

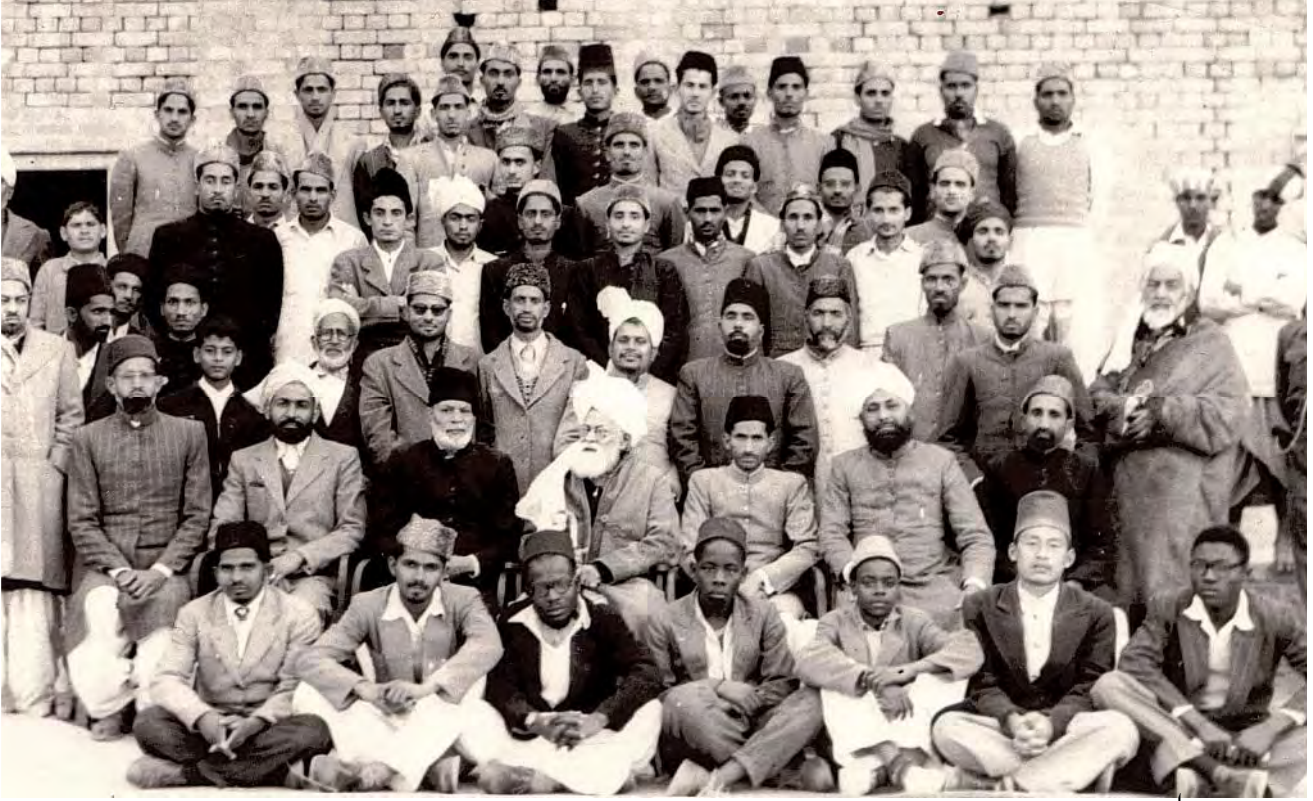


گزر نہ اس طرح کہ تماشا نہیں ہوں میں  
سمجھو کہ اب ہوں اور دوبارہ نہیں ہوں میں  
اک طبع رنگ رنگ تھی سو نذر گل ہوئی  
اب یہ کہ اپنے ساتھ بھی رہتا نہیں ہوں میں  
تم نے بھی میرے ساتھ اٹھائے ہیں دکھ بہت  
خوش ہوں کہ راہ شوق میں تنہا نہیں ہوں میں  
پچھے نہ بھاگ وقت کی اے ناشناس دھوپ  
سایوں کے درمیان ہوں، سایہ نہیں ہوں میں

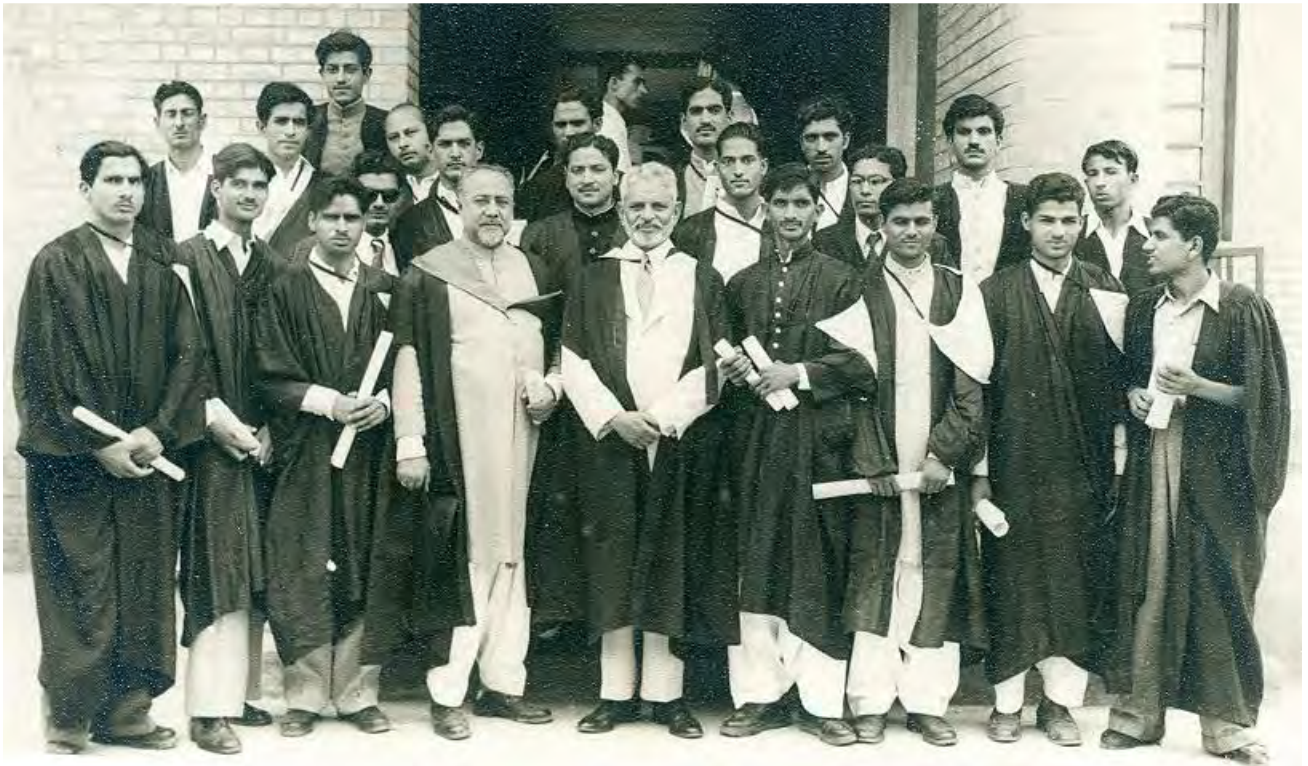
کو بھی پتہ ہونا چاہئے۔ اور ایسوسی ایشن کے جو قواعد ہیں ان میں ان باتوں کا ذکر ہے۔ ان کے اندر رہتے ہوئے کوئی بھی شخص جو تعلیم الاسلام کالج میں پڑھا ہو، وہ اس ایگزیکٹو باڈی کا ممبر بن سکتا ہے۔ اور وہ باتیں یہی ہیں کہ اعلیٰ اخلاق کی باتیں ہوں۔ ایسوسی ایشن کو ان باتوں کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہئے، ان اقدار کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہئے جو تعلیم الاسلام کالج کی اقدار رہی ہیں۔ دین کی باتیں تو بے شک ہوں لیکن یہاں کبھی بھی ایسی باتیں ہلکے سے اشارے سے بھی نہیں ہونی چاہئیں جس میں کسی قسم کا اختلافی مسئلہ پیدا ہو سکتا ہو۔

علاوہ اور ہلکی پھلکی باتوں کے خدمت انسانیت کے حوالے سے باتیں ہوں۔ اور اس میں جیسا کہ ابھی رپورٹ میں تعلیمی امداد کا ذکر کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسوسی ایشن کی طرف سے براہ راست نظارت تعلیم ربوہ کو یہ تعلیمی امداد بھجوائی جاتی ہے اور وہاں کئی طالب علموں کا اس سے فائدہ ہوتا ہے لیکن اس سے بڑھ کر بھی پروگرام ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں ایسے پرانے طالب علم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آسودہ حالی میسر فرمائی ہوئی ہے۔ اس لئے بعض ایسے پروگرام جو افریقہ میں مثلاً احمدیہ آرکیٹیکٹس ایسوسی ایشن کے ذریعے سے یا ہیومنٹی فرسٹ کے ذریعے سے جاری ہیں، ان میں بھی کبھی کبھی ایسوسی ایشن کے نام پر حصہ ڈال لیا کریں۔ اس میں بعض ایسے پراجیکٹ ہیں کہ اگر آپ مکمل طور پر اس میں حصہ ڈالیں تو اس پراجیکٹ پر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے نام کا Display بھی ہو سکتا ہے، تو ان باتوں پر بھی آپ کو غور کرنا چاہیے۔ اللہ کرے یہ ایسوسی ایشن ہر لحاظ سے کامیاب ہو اور آئندہ بھی جس وقار کو قائم رکھتے ہوئے اب تک کام سرانجام دیتی رہی ہے وہ جاری رہیں۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کروائی اور اجلاس کی کاروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں حاضرین کی



حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کے ہمراہ جامعہ احمدیہ ربوہ کے اساتذہ اور طلباء کی ایک یادگار تصویر، اس گروپ فوٹو میں مکرم عبدالوہاب آدم صاحب بھی موجود ہیں



#### Convocation 1957

Hadhrat Mian Nasir Ahmad Sb., principal; guest: Mian Afzal Hussain. Students graduated in 1956: extreme right first row Monawwar Chawinda with him Saeed Rehmani. On Mian Afzal Hussain left Rasheed Ghani.

## پرنسپل ٹی آئی کالج ربوہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) جو خلیفۃ المسیح الثالث کے روحانی اعلیٰ منصب پر 8 نومبر 1965ء کو فائز ہوئے۔



آپ کی عظیم الشان شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی با رعب، شفیق، مقناطیسی شخصیت اور نورانی چہرہ آج بھی خاکسار کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ نے ہماری فرسٹ ایئر کی کلاس کو اپنے ویلکم ایڈریس میں تین نصاب فرمائیں:

1. محنت کرنا،
2. دعا کرنا
3. حسد نہ کرنا (حسد حافظے کو خراب کر دیتا ہے)

آپ انتخاب خلافت تک کالج کے پرنسپل رہے۔ کالج کے جنوب مغرب میں آپ کی کوٹھی تھی۔ کالج کے پرنسپل ہونے کے علاوہ آپ پر اس وقت بے شمار جماعتی ذمہ داریاں بھی تھیں۔ آپ تعلق باللہ، توکل اور انقطاع غیر اللہ کے ایسے اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ آپ کے چہرہ کی مسکراہٹ پریشان حال طلباء میں بھی بشاشت، عزم اور ہمت پیدا کر دیتی تھی۔ کیا بلحاظ تعلیم و تربیت اور کیا بلحاظ گیمز، Debates، علمی شخصیات کے لیکچروں اور تمام ضروری امور ڈسپلن، شاندار روایات، یونی فارم، وقت کی پابندی اور شاندار نتائج۔ ہر لحاظ سے یہ کالج چوٹی کے کالجوں میں سے تھا۔ کسی قسم کی لغویات یہاں نہیں ہوتی تھیں۔ سگریٹ نوشی ممنوع تھی۔ سرپروٹوپیا اور طلباء کالج کے اوقات میں انڈرگریجویٹ گاؤن اور اساتذہ کے گریجویٹ گاؤن زیب تن ہوتے تھے۔ اس شاندار ماحول کا تصور بھی اب محال ہے۔

ٹی آئی کالج کا یہ امتیاز پرنسپل حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے دم قدم سے تھا۔ آپ سے ملنے کیلئے بڑی بڑی شخصیات کالج میں آتی تھیں۔ خاکسار نے پہلے مرتبہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو بھی کالج ہی میں دیکھا۔ ایک خوب رو



پینٹ کوٹ میں ملبوس ٹائی لگائے ہوئے، چہرہ پر فرنیچ کٹ داڑھی آپ کو ملنے پرنسپل آفس میں آئے۔ طلباء آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ یہ پرنسپل محترم کے چھوٹے بھائی ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے ہی

انگلستان سے واپس آئے ہیں۔ اور ان دنوں بھائیوں میں آپس میں بہت محبت ہے۔ اور ان کا نام مرزا طاہر احمد ہے۔ اور سب جماعت کے بزرگ آپ کے پاس آتے تھے۔ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کو بھی آپ کے پاس

## تعلیم الاسلام کالج کے ربوہ کے

### بعض پروفیسرز کا تذکرہ

(مکرم محمود مجیب اصغر صاحب)



بچوں کی ایک کلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خواہش فرمائی تھی کہ ربوہ کے اساتذہ کا ذکر ہونا چاہئے۔ خاکسار کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں دو سال پڑھنے کا شرف حاصل ہوا اور خاکسار نے یہیں سے ایف ایس سی (پری انجینئرنگ) کر کے انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں داخلہ لیا جہاں سے سول انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کی۔ اگر خاکسار کو اس کالج میں پڑھنے کا موقع نہ ملتا جہاں کا پاکیزہ ماحول اور اچھی روایات اور شفیق اور دعا گو محنت کرنے والے اساتذہ ملے تو عین ممکن ہے خاکسار اتنے نمبر حاصل نہ کر سکتا اور انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ نہ ملتا۔ ایف ایس سی میں 1960-62ء کا پیریڈ تھا۔ اتنا اچھا ماحول اور خوشگوار فضا تھی کہ یوں لگتا تھا کوئی خواب دیکھا ہو۔ زمین پر چلتے پھرتے فرشتے تھے جو وقف کر کے اس تعلیمی ادارے کو چلا رہے تھے۔ اور اس کے پس منظر میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانيؑ کی دعائیں اور آپ کے فرزند جلیل حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل ٹی آئی کالج کی حسن تدبیر اور اعلیٰ قسم کی Management اور انتظامی صلاحیتیں کارفرما تھیں۔ چنانچہ اس امر کا اعتراف 1961ء کے جلسہ تقسیم اسناد (Convocation) کے موقع پر اس وقت کے صوبائی سیکرٹری تعلیم پروفیسر سراج الدین صاحب نے صدارتی خطاب میں ان الفاظ میں کیا:

”تعلیم الاسلام کالج دو نمایاں اور ممتاز شخصیتوں والد اور فرزند کی محنت، محبت اور شفقت کا ثمرہ ہے۔ میری مراد آپ کی جماعت کے واجب الاحترام امام جو اس کالج کے بانی ہیں اور ان کے لائق و فائق فرزند مرزا ناصر احمد سے ہے۔ وہ اپنے مشہور و معروف خاندان کی قائم کردہ روایات کو وقف کی روح اور ایک ایسے جذبہ و شوق کے ساتھ چلا رہے ہیں جو دوسرے ممالک میں بھی شاذ ہی نظر آتا ہے۔“

### (حیات ناصر صفحہ 231 جلد اول)

اس مضمون میں زیادہ تر ان پروفیسر صاحبان کا ذکر ہوگا جن کی شاگردی کا خاکسار کو شرف حاصل ہوا لیکن پہلے پرنسپل صاحب کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

1965ء کے کانویشن پر فرمایا:

”حقیقی علم کا ابدی سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے... اگر آپ علم سے محبت رکھتے ہیں تو ضروری ہے کہ آپ کا تعلق علم کے حقیقی سرچشمہ سے ہمیشہ مضبوط رہے۔ پس اپنی عقل اور علم پر تکیہ نہ کرو بلکہ ہمیشہ علوم حقیقی کے آستانہ پر عاجزی اور انکساری کے ساتھ جھکے رہو تا اس تعلق کے طفیل تمہارے دلوں سے بھی ہمیشہ مصفیٰ، میٹھے اور لذیذ علم کے سرچشمے پھوٹتے رہیں.... یہ بھی نہ بھولنا کہ انسان علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ وہ خود اس سے فائدہ اٹھائے اور دوسروں کی خدمت کرے۔“

(حیات ناصر جلد اول صفحہ 219)

### تعلیم الاسلام کالج کی پاکیزہ روایات

تعلیم الاسلام کالج کی روایات کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خلیفہ بننے کے بعد کالج تشریف لا کر جلسہ تقسیم اسناد 1966ء کے موقع پر فرمایا:

”اس درس گاہ کے اساتذہ کی یہ روایت ہے کہ وہ اپنے طلباء کے ساتھ بچوں سے بھی زیادہ پیار کرتے ہیں۔ ان کی جائز ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔ دکھ سکھ میں ان کے شریک ہوتے ہیں۔ ہر وقت بے نفس خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ اور پوری توجہ اور پوری کوشش کے ساتھ بچوں کی رہبری اور رہنمائی میں مصروف رہتے ہیں۔ ہمارے عزیز بچوں میں یہ روایت پختگی کے ساتھ قائم ہو چکی ہے کہ وہ غلط سیاست میں حصہ نہیں لیتے اور سٹرائیک (Strike) اور دیگر ایسی ہی بد عادات سے اتنے ہی دور ہیں جتنی کہ زمین آسمان سے۔“

اس درس گاہ کا فکر و عمل مذہب و ملت کی تفریق سے بالا ہے۔ ہر طالب علم خواہ وہ کسی مذہب کسی فرقہ یا کسی سیاسی جماعت سے ہی تعلق کیوں نہ رکھتا ہو ہر قسم کی جائز سہولتیں حاصل کرتا ہے اور اس کالج کے اساتذہ ہر طالب علم کی جسمانی اور ذہنی نشوونما کی طرف پوری طرح متوجہ رہتے ہیں۔

یہاں امیر و غریب میں کوئی امتیاز نہیں رکھا جاتا۔ ایک غریب کے احترام کا ویسا ہی خیال رکھا جاتا ہے جیسا کہ کسی امیر طالب علم کا۔ اساتذہ اس طالب علم کی قدر کرتے ہیں جو علمی شوق رکھتا ہو۔ اور علم کی وسیع شاہراہ پر بشاشت اور محنت کے ساتھ آگے بڑھنے والا ہو۔ اور سب سے بڑھ کر ہمارے اساتذہ میں یہ احساس پختگی کے ساتھ قائم ہے کہ محض ظاہری دیکھ بھال اور تربیت کافی نہیں ہے۔ ہمارے بچوں کا پہلا اور آخری حق ہم پر یہ ہے کہ ہم دعاؤں کے ساتھ ان کی مدد کرتے رہیں۔

(حیات ناصر جلد اول صفحہ 210-211)

آتے ہوئے کئی بار دیکھا گیا۔ حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری تو باقاعدہ Theology کا مضمون پڑھانے کالج میں آتے تھے۔ ایک بار سرگودھا کالج کے پرنسپل عبدالعلی خان بھی آئے تھے۔ علم کے فروغ کیلئے بڑی بڑی نامور شخصیتوں کو آپ مدعو کرتے رہتے تھے۔ تعلیم کے بارہ میں آپ کا جو تصور تھا اس بارہ میں 1964ء کے کانویشن پر آپ کا مندرجہ ذیل اقتباس اس کی غمازی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

”... علم ایک بحر بے کنار ہے۔ اس لئے ایک انسان علم میں خواہ کسی قدر ترقی کر جائے علم ختم نہیں ہوتا۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

... کہہ دے کہ اگر سمندر کو سیاہی بنا کر اس سے خدا تعالیٰ کی معرفت کی باتیں، اس کے دئے ہوئے علوم اور قدرت کے راز ضبط تحریر میں لانا چاہو تو وہ ایک سمندر کیا اس جیسا ایک اور سمندر بھی لے آؤ تو وہ بھی ختم ہو جائے گا مگر خدا کی باتیں اور اس کے دئے ہوئے علوم ختم نہ ہوں گے۔“

(الکہف: 110)

اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی اتباع میں ہر... کی زبان سے یہ کہلوا یا کہ رب زدنی علما (طہ: 115) اے اللہ مجھے اپنی معرفت اور علم میں بڑھا تا جا۔

پس علم کبھی نہ ختم ہونے والی چیز ہے اس لئے آپ تادم حیات علم کی جستجو میں رہیں اور اس کے حصول کیلئے ہمیشہ کوشاں رہیں...“

(حیات ناصر صفحہ 218)

1965ء کے کانویشن پر فرمایا:

”حقیقی علم کا ابدی سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے... اگر آپ علم سے محبت رکھتے ہیں تو ضروری ہے کہ آپ کا تعلق علم کے حقیقی سرچشمہ سے ہمیشہ مضبوط رہے۔ پس اپنی عقل اور علم پر تکیہ نہ کرو بلکہ ہمیشہ علوم حقیقی کے آستانہ پر عاجزی اور انکساری کے ساتھ جھکے رہو تا اس تعلق کے طفیل تمہارے دلوں سے بھی ہمیشہ مصفیٰ، میٹھے اور لذیذ علم کے سرچشمے پھوٹتے رہیں.... یہ بھی نہ بھولنا کہ انسان علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ وہ خود اس سے فائدہ اٹھائے اور دوسروں کی خدمت کرے۔“

(حیات ناصر جلد اول صفحہ 219)

(الفضل 17 نومبر 2014ء)

ملے۔ پھر خواب اپنے خاندان کو سنائی۔ انہوں نے قادیان لکھی۔ حضور نے جواباً تحریر فرمایا کہ جس عورت کو خواب آئی ہے اس عورت کو مجھ پر کامل یقین نہیں ہے۔ اگر وہ مجھ پر کامل یقین کرے تو خدا لڑکا عطا کرے گا تو پھر قادیان دستی بیعت کیلئے گئے اور پھر خدا تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا جس کا نام حضور نے عطاء الرحمن رکھا جو کہ خدا کے فضل سے موجود ہے۔ میری عمر اس وقت 12 سال تھی۔“

(تاریخ احمدیت بھیرہ کے مطابق آپ کی پیدائش 1905ء کی ہے)

### پروفیسر نصیر احمد خان صاحب

آپ ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے۔ فزکس کے پروفیسروں کا ذکر چل رہا ہے اس لئے آپ کا یہاں ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ بڑے ہنس مکھ اور کامیاب پروفیسروں میں سے تھے۔ کئی غیر نصابی سرگرمیاں بھی آپ کے ذمہ تھیں۔ پروفیسر نصیر احمد خان صاحب نے ہماری کلاس کو فرسٹ ایئر میں فزکس پڑھائی۔ خاکسار بالکل غیر معروف اور بیک پنجر طلباء میں سے تھا۔ شروع میں تو انگریزی میں لیکچر کی سمجھ ہی نہیں آتی تھی۔ تاہم محنت اور دعاؤں میں لگا رہا۔ ستمبر میں کلاسیں شروع ہوئیں۔ اور دو تین ماہ بعد ہی دسمبر ٹیسٹ شروع ہوئے جن میں مشکل سے پاس ہوا۔ جلسہ سالانہ آیا۔ اس پر ڈیوٹی دی۔ دعائیں کیں۔ بہت فکر مند رہتا تھا کہ کیا بنے گا؟ یکم اپریل کو سالانہ امتحان کیلئے فری ہو گئے۔ چودہ یا پندرہ تاریخ کو امتحان شروع ہوا اور امتحان ختم ہوتے ہی سیکنڈ ایئر کی کلاسیں شروع ہو گئیں۔ رزلٹ ساتھ ساتھ تیار ہو رہا تھا۔ فزکس کی کلاس میں نصیر احمد خان صاحب تشریف لائے اور پہلے ایک لڑکے کا رول نمبر پکار کر کھڑا کیا اور اس پر اظہار افسوس کیا کہ اس کے فزکس میں سب سے کم نمبر آئے ہیں۔ خاکسار قدرے تاخیر سے داخل ہوا تھا اور رول نمبر 188 تھا۔ پھر آپ نے کہا کہ رول نمبر 188 کون ہے؟ وہ کھڑا ہو جائے۔ خاکسار ڈرتا ڈرتا کھڑا ہوا اور دل میں خیال کیا کہ فزکس کا پیپر تو اچھا ہو گیا تھا نہ جانے خاکسار کو کیوں کھڑا کیا ہے۔ مسکرا کر کہنے لگے کہ آپ تو چھپے رستم نکلے ہیں۔ کلاس میں اوّل پوزیشن لی ہے۔ اس کے بعد خاکسار کے کلاس فیلو خاکسار کی طرف متوجہ ہوئے اور اور پوچھتے اتنا پڑھتے ہو؟ کیسے پڑھتے ہو؟ اس قسم کے کئی سوال ہوتے تھے اور خاکسار اندر ہی اندر اپنی نالائقی پر ہنستا تھا کہ انہوں نے کب سے خاکسار کو لائق سمجھنا شروع کر دیا ہے۔

خاکسار کے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں اور نہ قلم میں وہ طاقت ہے کہ اس عظیم انسان پر نسیل ٹی آئی کالج اور اس عظیم ادارہ ٹی آئی کالج کی خوبیاں اور عظمتیں بیان کرے۔ اس لئے انہی فقرات پر اکتفاء کر کے آگے باقی اساتذہ کا ذکر کرتا ہے۔  
وما توفیقی الا باللہ۔

### پروفیسر میاں عطاء الرحمن صاحب (ایم ایس سی بی ٹی)

آپ اس زمانے میں فزکس کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہوتے تھے۔ نہایت درویش منش، لائق، محنتی، زمین پر چلتے پھرتے فرشتے تھے۔



پرنسپل صاحب کی غیر موجودگی میں آپ قائم مقام پرنسپل ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ جب خاکسار کا داخلہ ہوا تو آپ نے ہی

انٹرویو لیا اور داخلہ فارم پر دستخط کئے تھے جس کے نیچے Acting Principal کی مہر لگی تھی۔ آپ سے ہماری کلاس نے باقاعدہ نہیں پڑھا کیونکہ اور پروفیسر مقرر تھے۔ (آپ اس وقت بی ایس سی کی کلاسوں کو فزکس پڑھاتے تھے) تاہم چند لیکچر آپ نے بھی ہماری کلاس کو دئے اور اتنے تحمل اور پیار سے پڑھاتے تھے کہ ان کے لیکچر کا ایک ایک لفظ لکھا بھی جا سکتا تھا اور مضمون پوری طرح سمجھ آ جاتا تھا۔ کمزور سے کمزور ذہن کو مد نظر رکھ کر لیکچر دیا کرتے تھے تاکہ ہر ایک استعداد کے طالب علم کو سمجھ آ جائے۔ ایف ایس سی کا رزلٹ نکلنے کے بعد جو عبوری سرٹیفکیٹ کالج کی طرف سے خاکسار کو ملا تھا اس پر بھی قائم مقام پرنسپل کے طور پر آپ ہی کے دستخط تھے۔ آپ کی علمی قابلیت کا یہ عالم تھا کہ پنجاب یونیورسٹی کے فزکس کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر عبدالصیر پال اپنے فزکس کے مسائل آپ کے پاس آ کر Discuss کیا کرتے تھے۔

آپ کا مالوف وطن حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ کا مولد و مسکن بھیرہ تھا۔ گزشتہ دنوں رجسٹر روایات میں سے مندرجہ ذیل روایت خاکسار کو ملی جو آپ کے بارہ میں ہے ایمان افروز ہے۔ محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ بنت میاں کرم الدین صاحب (صحابہ) 313 میں شامل سکنہ بھیرہ اہلیہ (میاں) اللہ بخش صاحب بحوالہ رجسٹر روایات نمبر 13 صفحہ 7 پر تحریر فرماتی ہیں:

”میری والدہ صاحبہ مسماۃ طالع بی بی صاحبہ مرحومہ اور والد صاحب نے حضور کو دعویٰ کرتے ہی مان لیا۔ ایک دفعہ میری والدہ کو خواب آئی کہ کوئی بہت بڑے بزرگ آدمی ہیں وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں جو امام مہدی صاحب ہیں ان کے ساتھ آپ نکاح پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لڑکا عطا کرے گا۔ (کیونکہ ان کا لڑکا کوئی نہیں تھا اور خواہش تھی کہ لڑکا



## کیمسٹری کے اساتذہ

### پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب

فرسٹ ایئر میں کیمسٹری ہمیں ڈاکٹر پروفیسر سلطان محمود شاہد صاحب (ڈاکٹر ایس ایم شاہد) نے پڑھائی۔ بڑے ہر دل عزیز، سادہ قسم کے انسان ہیں۔ (اب ضعیف ہو گئے ہیں) بہت ہنس مکھ، پڑھانے کا انداز بہت ہی عمدہ۔ قادیان کے زمانے کے کئی بار لطیفے بھی سناتے تھے اور اس طرح انگلستان کے پی ایچ ڈی کے زمانہ کے سبق آموز واقعات بھی۔ سینڈ ایئر کی کلاسیں شروع ہوئیں تو اگلا زلٹ ان کے مضمون کا تھا۔ انہوں نے بھی بتایا کہ خاکسار کیمسٹری میں بھی اپنی کلاس میں اڈل آیا۔ آپ کی ایک اور پروفیسر کے ساتھ مل کر لکھی ہوئی کتاب ہماری ٹیکسٹ بک ہو کر تھی۔



### پروفیسر مبارک احمد انصاری صاحب

سینڈ ایئر میں کیمسٹری پڑھانے کیلئے پروفیسر مبارک احمد انصاری صاحب مقرر ہوئے۔ بہت شریف انفس انسان اور شفیق اساتذہ میں سے تھے۔ اب کینیڈا نقل مکانی کر گئے ہیں۔



### پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب

کیمسٹری کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ہوا کرتے تھے جو کہ حضرت ذوالفقار علی خان گوہر کے بڑے بیٹے اور مولانا عبدالملک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے بڑے بھائی تھے۔ ان سے ہمیں پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ اس وقت بی ایس سی کی کلاسوں پڑھاتے تھے۔

### پروفیسر سعید اللہ خان صاحب

کیمسٹری لیبارٹری میں پروفیسر سعید اللہ خان صاحب پریکٹیکل کروایا کرتے تھے۔ محترم پروفیسر سعید اللہ خان صاحب اصل میں ایم اے (شاریات) ہیں۔ انہوں نے بی ایس سی میں کیمسٹری میں پنجاب یونیورسٹی میں پوزیشن حاصل کی تھی۔ اس لئے جب تک باقاعدہ شاریات (Statistics) کا شعبہ کالج میں نہیں کھلا وہ کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے تھے۔



چنانچہ 1980ء سے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر شعبہ ترجمانی کیلئے جو سسٹم ڈیزائن ہو کر رائج ہے وہ بھی انہوں نے ہی اپنے ایک ہونہار اور لائق شاگرد (جو نئے احمدی ہوئے تھے اور اخلاص میں بہت بڑھے ہوئے تھے) محترم انجینئر ملک لال خان صاحب (حال امیر کینیڈا) کے ذریعہ شروع کروایا تھا۔ خاکسار جیسے نالائق شاگرد سے بھی انہوں نے ایک مرتبہ اپنی ایم ایس سی کی کلاس کو ”پاکستان میں بجلی کی پیداوار اور اس کی ترسیل“ پر لیکچر دلویا تھا۔ انہوں نے وہ خط و کتابت بھی دکھائی جو ڈاکٹر سلام اور حکومت کے درمیان ان کے ایم ایس سی کلاسز کو پڑھانے سے ایک انٹرمیڈیٹ کالج میں تبادلہ کے سلسلہ میں ہوئی تھی۔ حضرت خلیفہ الثالثؒ کی شدید خواہش تھی کہ تعلیم الاسلام کالج کے کئی اہم شعبوں میں ایم اے، ایم ایس سی کی کلاسز شروع ہو سکیں۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے پروفیسر نصیر خان صاحب کو پی ایچ ڈی کیلئے بھجوا یا اور پروفیسر صاحب کامیاب و کامران ڈاکٹر نصیر احمد خان بن کر واپس آئے اور اتنی محنت اور لگن سے ایم ایس سی کی کلاسیں شروع کیں کہ ایک سال ٹی آئی کالج کا طالب علم پوری یونیورسٹی میں اول آ گیا۔ لیکن کالج کے قومیاے جانے کے بعد صورت حال ابتر ہوتی چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب خلافت رابعہ کے شروع میں قدرے جلد ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ حضور نے جلسہ سالانہ 1983ء کے موقع پر آپ کا بڑی محبت سے ذکر فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

### پروفیسر مسعود احمد عاطف صاحب

فزکس کے پروفیسروں میں مکرم مسعود احمد عاطف صاحب بھی تھے جو کہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد کے داماد تھے۔ آپ سے پڑھنے کا موقع تو نہیں ملا تاہم ایف ایس سی کے پریکٹیکلز کے دوران Internal Examiner تھے اور بڑے ہمدرد انسان تھے۔ اس سے چند سال قبل غالباً 1958ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول بھیرہ میں سائنس کے پریکٹیکل کے ممتحن بن کر آئے تھے اور ہمارے والد صاحب (میاں فضل الرحمن بسمل صاحب بی اے بی ٹی نے انہیں اپنے گھر بھی کھانے پر مدعو کیا تھا۔ اس لئے کالج میں تعلیم کے دوران ان سے بھی جان پہچان رہی۔ یہ بھی بہت جلد اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔



فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو کہ مکرم و محترم سید نصیر احمد شاہ صاحب نے کی اور ترجمہ پیش کیا۔ تلاوت کے بعد مکرم و محترم مرزا عبدالباسط



صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام ترنم سے پیش کیا۔ بعد ازاں خاکسار مبارک صدیقی نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے گزشتہ ایک برس کی رپورٹ پیش کی جو کچھ اس طرح تھی:

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا

سالانہ عشاء

منعقدہ مورخہ 14 فروری 2015ء بمقام طاہر ہال بیت الفتوح حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت تشریف آوری اور تقریب سے خطاب

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کی سالانہ تقریب مورخہ چودہ فروری بروز ہفتہ طاہر ہال بیت الفتوح لندن



میں منعقد ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی



آمد سے قبل دو ٹیموں میں بیت بازی کا دلچسپ مقابلہ ہوا اور کالج کے چند سابقہ طلبائے کرام نے زمانہ طالب علمی کے بارہ میں ایمان افروز اور دلچسپ واقعات سنائے۔ دیگر مقررین کے علاوہ مکرم و محترم عطاء الجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے اور مکرم و محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یو کے نے بھی خطاب



ہماری ابتدائی کوششیں ہیں اور انشاء اللہ وقت کے ساتھ ساتھ ہماری کارکردگی بہتر ہوتی چلی جائے گی۔

گزشتہ کچھ سالوں کی طرح اس سال بھی سپورٹس ریلی منعقد کی گئی۔ تعلیم الاسلام کالج کی کھیلوں کی روایات کو برقرار رکھنے کے لئے باسکٹ بال کی گیم کو رواج دینے کا پروگرام بنایا گیا ہے اور گزشتہ برس دو مرتبہ باسکٹ بال کے مقابلہ جات کروائے گئے۔

ہماری ایسوسی ایشن کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ گزشتہ ایک برس میں ہمارے دو پروگراموں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس شامل ہوئے۔ گزشتہ برس پچیس جنوری کو سالانہ عشائیہ میں حضور انور نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اسکے علاوہ پندرہ نومبر کو محمود ہال میں منعقد ہونے والی ہماری ایک ادبی نشست میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شرکت فرمائی اور حضور ازراہ شفقت بہت دیر تک ایسوسی ایشن کے ممبران کے درمیان موجود رہے۔ اور آج بھی ہم بفضلہ تعالیٰ یہ یادگار بابرکت دن دیکھ رہے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں امام وقت کے ارشادات پر عمل کرنے کی، مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اب خاکسار نہایت ادب و احترام کے ساتھ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست گزار ہے کہ آپ ایسوسی ایشن کے ممبران سے خطاب فرمائیں۔“

”پیارے آقا! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اور بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ گزشتہ ایک سال کی رپورٹ پیش خدمت ہے۔ گزشتہ ایک سال میں تجدید کے شعبے کو improve کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اب دوسو دس سے بڑھ کے ہماری



تجدید دوسو ساٹھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ ہمارا رسالہ المنار باقاعدگی سے ہر ماہ انٹرنیٹ گزٹ کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔

ہماری ایسوسی ایشن نے مکرم زرتشت منیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے کے ساتھ ایک ادبی نشست کا اہتمام کیا۔ اس طرح جلسہ سالانہ یو کے کے موقع پر سابقہ طلباء کی انٹرنیشنل میٹنگ منعقد ہوئی۔ یہاں بیت الفتوح میں مکرم ڈاکٹر مہدی علی شہید صاحب کی منظوم کتاب ’برگ خیال‘ کی تقریب رونمائی بھی منعقد کی گئی۔



دوران سال کل پانچ ہزار پاؤنڈ حقوق طلباء فنڈ اور افریقن ممالک کے طلباء کی مدد کے لئے پیش کئے گئے۔ اس سال ہمارا ٹارگٹ ہے کہ دس ہزار پاؤنڈ کی رقم افریقہ میں ہمارے کسی سکول میں جدید کمپیوٹر لیب بنانے کے لئے پیش کریں۔ ہمیں علم ہے کہ یہ



## خطاب سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایده اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المؤمنین ایده اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام و علیکم  
ورحمۃ اللہ، تشہد و تعویذ کے بعد فرمایا:

”جیسا کہ رپورٹ میں مبارک صدیقی صاحب نے  
بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی ایسوسی ایشن تعداد  
کے لحاظ سے بھی اور قربانی کے لحاظ سے بھی ترقی کر رہی  
ہے۔ لیکن ابھی بھی میرے خیال میں اس کی تعداد میں  
اضافے میں کافی گنجائش موجود ہے۔ قربانی کا جہاں تک  
سوال ہے جماعت احمدیہ کے افراد جو اس ایسوسی ایشن کے  
ممبر ہیں ان کو تو مالی قربانی میں مختلف جگہوں پر قربانی دینی  
پڑتی ہے اس لئے میں یہ نہیں کہتا کہ اس میں اضافہ ضرور  
کریں لیکن اگر تعداد میں اضافہ کریں تو کچھ نہ کچھ قربانی  
میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب آپ نے ایسوسی  
ایشن شروع کی تو آپ نے پانچ سو یا سات سو پاؤنڈ اور پھر  
ہزار پاؤنڈ جو دیئے تو بڑے فخر سے بتایا جاتا تھا کہ ہم نے  
اتنی قربانی دی ہے۔ آج مبارک صدیقی صاحب اس  
خواہش کا اظہار کر رہے ہیں یا بڑا ambitious پروگرام  
انہوں نے بنایا ہے کہ دس ہزار پاؤنڈ کی قربانی دیں  
گے۔ لیکن یہ دیکھ لیں کہ غیر ضروری بوجھ کسی پہ نہ پڑے  
۔ جہاں تک ضرورت کا سوال ہے پہلے صرف ابتدا میں میں

نے کہا تھا کہ ٹی آئی کالج یا ٹی آئی سکول کے طلباء  
کیلئے، غریب طلباء کے لئے مالی مدد کریں تاکہ ان کی بہتر  
تعلیم پر خرچ کیا جاسکے اور ان کو تعلیم دلوائی جاسکے۔ لیکن  
خدمت خلق کی جب عادت پڑ جائے تو پھر انسان کا دل  
چاہتا ہے کہ دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل  
سے مبارک صدیقی صاحب نے اس دائرے کو وسیع  
کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اللہ کرے کہ ان کی خواہش  
پوری بھی ہو جائے کیونکہ افریقہ میں ہمارے جو سکول ہیں،  
ہائرسیکنڈری سکول میں طلباء تقریباً کالج کے لیول تک بھی  
پہنچ جاتے ہیں۔ ان میں ٹیکنیکل تعلیم دلوانے کے لئے یا  
کمپیوٹرز کی تعلیم دلوانے کی لئے بعض چیزوں کی ضرورت  
پڑتی ہے اور اگر اس سلسلے میں آپ کوشش کریں تو بڑی  
اچھی بات ہے۔ لیکن ساتھ ہی میں تعلیم الاسلام کالج کے  
ان طلباء سے جو کسی نہ کسی فیلڈ میں skill رکھتے ہیں، کسی

اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کی ہے اور کسی نہ کسی پروفیشن میں وہ کام بھی کر رہے ہیں۔ اگر یہی skill آگے منتقل کرنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بھی ایک انسانیت کی خدمت ہوگی۔ اللہ کرے کہ آپ لوگ اس لحاظ سے بھی سوچیں اور اپنے کام کو آگے بڑھائیں۔

بس یہ چند الفاظ ہی میں کہوں گا کیونکہ نماز کا وقت بھی انشاء اللہ ہو رہا ہے۔ آج یہ مجلس ابھی تک تو مبارک صدیقی صاحب کی موجودگی میں پہلی مجلس ہے جس میں اتنی سنجیدگی سے بغیر کسی لطفیے کے سارے مراحل گزر گئے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ کھانے سے پہلے مبارک صاحب کم از کم اس کی سنجیدگی کو دور کرنے کے لئے اپنے مزاج کے مطابق کوئی نہ کوئی لطیفہ ضرور بیان کر دیں۔“

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بعد خاکسار نے اپنی ایک مزاحیہ نظم پیش کی۔ بعد ازاں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور پھر ایسوسی ایشن کے ممبران کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہماری یہ تقریب بہت بابرکت اور یادگار رہی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہمیشہ حامی و ناصر ہو اور ہمیں حضور انور کے ہر فرمان پر ہر نصیحت پر اور ہر اشارے پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین۔



پروفیشن میں ہیں ان سے یہ کہوں گا کہ جو وقت دے سکتے ہوں وہ احمدیہ انجینئرز اینڈ آرکیٹیکٹ ایسوسی ایشن کے تحت وہاں جائیں اور کام کریں۔ مالی مدد اگر نہیں کر سکتے تو کم از کم وہاں جا کے اپنے پیشے کے لحاظ سے مدد کی کوشش کریں۔ یہاں بعض ریٹائرڈ انجینئرز بھی ہونگے اگر وہ کچھ وقت دے سکتے ہوں تو ہمیں وہاں مساجد یا مشن ہاؤسز کی تعمیر کے لئے یا بعض تعمیری کاموں میں نگرانی کے لئے بھی ضرورت ہے اور یقیناً میرے خیال میں آپ کے یہاں کافی ایسے لوگ ہونگے جنہوں نے سول انجینئرنگ کی ہوگی۔ آرکیٹیکچر میں کچھ کیا ہوگا یا اس کے علاوہ بھی کوئی نہ کوئی ٹیکنیکل علم ان کے پاس ہوگا جس سے وہ مدد کر سکتے ہیں۔ تو اگر یہ تنظیم ٹی آئی کالج ایسوسی ایشن اس لحاظ سے بھی آرگنائز کرنے کی کوشش کرے اور آئی ٹرپل اے ای کے ساتھ یا ہومینٹیٹی فرسٹ کے ساتھ کوآرڈی نیٹ کرے تو یہ بھی ایک بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اللہ کرے کہ ان نئے میدانوں میں بھی آپ میں سے بہت سارے لوگ پیدا ہوں اور اگر خود نہیں تو کم از کم اپنے بچوں کو encourage کر سکتے ہیں کہ وہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام جو یہاں پڑھے ہوئے ہیں، وہ بھی جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان سے آئے ہوؤں کو، ٹی آئی کالج کے پڑھے ہوئے بہت سے افراد کو یہاں ان ملکوں میں، خاص کر یو کے میں سیٹل کیا ہے۔ آپ کے بچوں نے





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## WAKALAT MAL

(HEAD OFFICE: Rabwah Distt Jhang, Pakistan)  
LONDON OFFICE: 43 Gressenhall Road, London SW18 5QH Tel: 0208 874 1091 / 0208 877 5590 Fax: 0208 871 4056

حوالہ نمبر: 11645-  
11.04.15

مکرم و محترم مبارک احمد صدیقی صاحب۔ یو کے  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔  
امید ہے آپ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہوں گے۔ ساؤتھ میں تعلیم الاسلام پرائمری سکول کی  
تعمیر کے تعلق میں حضور انور کی خدمت میں £6,500 کا چیک موصول ہوا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔  
حسبہ ہدایت حضور انور سید ارسال خدمت ہے۔  
والسلام  
فارسار  
(مبارک احمد ظفر)  
ایڈیشن وکیل المال لندن

Mr. Mubarak Ahmad Siddiqui,  
16, Pemberley Close,  
Epsom, Surrey.  
KT19 9LW

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## WAKALAT MAL

(HEAD OFFICE: Rabwah Distt Jhang, Pakistan)  
LONDON OFFICE: 43 Gressenhall Road, London SW18 5QH Tel: 0208 874 1091 / 0208 877 5590 Fax: 0208 871 4056

Reference: VM 03324  
Date: 20/07/2014

Mukarram Mubarak Siddique Sahib  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

I have the pleasure to acknowledge receipt by Hazoor Anwar<sup>ah</sup> cheque for £1,500 on behalf of TIC Old Student Association, UK, as donation for the benefit of 'Tulaba'. Hazoor Anwar<sup>ah</sup> instructed to donate your donation towards Maryam Shadi Fund.

جزاکم اللہ احسن الجزاء

Receipt No 10750 is forwarded for your records.

والسلام  
Yours brotherly  
MUBARAK AHMAD ZAFAR  
Additional Wakilul Mal

Address:  
16 Pemberley Close  
Epsom KT19 9LW  
SURREY

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## WAKALAT MAL

(HEAD OFFICE: Rabwah Distt Jhang, Pakistan)  
LONDON OFFICE: 43 Gressenhall Road, London SW18 5QH Tel: 0208 874 1091 / 0208 877 5590 Fax: 0208 871 4056

حوالہ نمبر: 11952-  
16.07.15

مکرم و محترم مبارک احمد صدیقی صاحب۔ یو کے  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔  
امید ہے آپ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہوں گے۔ ساؤتھ میں تعلیم الاسلام پرائمری سکول کی  
تعمیر کے تعلق میں حضور انور کی خدمت میں £5,000 کا چیک موصول ہوا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔  
حسبہ ہدایت حضور انور سید ارسال خدمت ہے۔  
والسلام  
فارسار  
(مبارک احمد ظفر)  
ایڈیشن وکیل المال لندن

Mr. Mubarak Ahmad Siddiqui,  
16, Pemberley Close,  
Epsom, Surrey.  
KT19 9LW

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## WAKALAT MAL

(HEAD OFFICE: Rabwah Distt Jhang, Pakistan)  
LONDON OFFICE: 43 Gressenhall Road, London SW18 5QH Tel: 0208 874 1091 / 0208 877 5590 Fax: 0208 871 4056

مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب  
VM- 9756  
10.11.15  
(صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ)  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کی طرف سے ساؤتھ میں بنوائے جانے  
والے سکول کے لئے مزید £7,000 کا چیک ملا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء  
اسے متعلقہ حساب میں شمار کر لیا گیا ہے۔

والسلام فارسار  
9/11/15  
ایڈیشن وکیل المال (لندن)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محترم قارئین المنار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہماری ایسوسی ایشن کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۵ جنوری ۲۰۱۴ء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”جیسا کہ ابھی رپورٹ میں تعلیمی امداد کا ذکر کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسوسی ایشن کی طرف سے براہ راست نظارت تعلیم ربوہ کو یہ تعلیمی امداد بھجوائی جاتی ہے اور وہاں کئی طالب علموں کا اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کے بھی پروگرام ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں ایسے پرانے طالب علم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آسودہ حالی میسر فرمائی ہوئی ہے۔ اسلئے بعض ایسے پروگرام جو افریقہ میں مثلاً احمدیہ آرکیٹیکٹس ایسوسی ایشن کے ذریعے سے یا ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعے سے جاری ہیں، ان میں بھی کبھی کبھی ایسوسی ایشن کے نام پر حصہ ڈال دیا کریں۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر دل و جان سے عمل کرنے والے ہوں۔ آمین۔ ہماری مجلس عاملہ کی میٹنگ میں یہ طے پایا تھا کہ افریقہ کے کسی ملک میں تعلیم الاسلام پر انٹرمی سکول تعمیر کیا جائے۔ یہ تجویز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کی گئی۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ہماری اس تجویز کو قبول فرمایا۔ ہمیں ساؤتھ میں تعلیم الاسلام پر انٹرمی سکول بنانے کے اجازت ملی جس کا تخمینہ ساڑھے اٹھارہ ہزار پاؤنڈ مقرر ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مقررہ رقم مرکز میں جمع کروادی گئی ہے اور سکول کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اسکے علاوہ ہماری ایسوسی ایشن کے آٹھ ممبران نے احمدیہ آرکیٹیکٹس ایسوسی ایشن کو افریقہ میں دو ماہ کی وقف عارضی کے لئے اپنے نام پیش کر دیئے ہیں۔ خاکسار تہہ دل سے آپ سب ممبران کا بہت ممنون ہے۔ خدا کرے کہ ہم امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہر حکم ہر ہدایت پر عمل کرنے والے ہوں اور کامل اطاعت اور وفا کا نمونہ پیش کرنے والے ہوں۔

والسلام

مبارک صدیقی

صدر تعلیم السلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو۔ کے

## کشتی کے چپو پختہ کار ہاتھوں میں تعلیم الاسلام کالج کے بارے میں تاثرات

(رانا عبدالرزاق خاں)

”آج آپ کے ادارہ میں آکر میری اپنی طالب علمی کا دور میری آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ آکسفورڈ جیسی فضا دیکھ کر میرے دل میں پرانی یادیں تازہ ہو گئی ہیں۔ اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ آپ کو مثالی تعلیمی اور تربیتی ماحول میسر ہے جہاں دوسری جگہوں کی مضرت انگیز مصروفیات ناپید ہیں۔“



(جسٹس انوار الحق صاحب جج عدالت عالیہ مغربی پاکستان لاہور 1962)

☆☆

”خالصتاً ذاتی عزم و کوشش کے نتیجے میں ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج جیسی درسگاہ کو قائم کر دکھانا اور پھر اسے پروان چڑھا کر اسے موجودہ معیار تک لانا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ تعلیم الاسلام کالج کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اسے ایک ایسے پرنسپل کی راہنمائی حاصل ہے جو ایمان و یقین، خلوص و فدایت، اور بلند کرداری کے اعلیٰ اوصاف سے مالا مال ہے۔ آج ہمیں ایسے ہی باہمت، بلند حوصلہ اور اہل انسانوں کی ضرورت ہے۔ تاہم میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں اور ان تمام لوگوں کے دلوں میں جو اس صوبے میں تعلیم سے کسی نہ کسی طرح متعلق ہیں محبت کا ایک خاص مقام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تعلیم الاسلام کالج دو نمایاں اور ممتاز شخصیتوں... والد اور فرزند... کی محنت، محبت اور شفقت کا ثمرہ ہے۔ میری مراد آپ کی جماعت کے واجب الاحترام امام جو اس کالج کے بانی ہیں اور ان کے لائق و فائق فرزند مرزا ناصر احمد صاحب سے ہے۔ وہ اپنے مشہور و معروف خاندان کی قائم کردہ روایات کو وقف کی روح اور ایک ایسے جذبہ و جوش کے ساتھ چلا رہے ہیں جو دوسرے ممالک میں شاذ ہی نظر آتا ہے۔ جب میں اس کالج پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے انگلستان اور امریکہ میں علم کی ترویج اور اس کے فروغ کے متعلق انسانوں کے وہ عظیم محسن یاد آئے بغیر نہیں رہتے جنہوں نے خدمت کی نیت سے آکسفورڈ، کیمرج، ہارورڈ میں کالج قائم کئے۔ خالصتاً ذاتی عزم و ہمت کے بل بوتے پر ربوہ میں ایک ایسی درسگاہ قائم کر دکھانا ایک عظیم کارنامہ ہے اور پھر اس کی آبیاری کرنا اور پروان چڑھا کر اسے حسن و خوبی اور مضبوطی و استحکام سے مالا مال کر دکھانا اور بھی زیادہ قابل ستائش ہے۔ ایک ایسے پرائیویٹ ادارے کو دیکھ کر جو



باہمی مخلصیت اور ایک دوسرے کے خلاف سازشوں سے پاک ہو اور جس کی تمام تر کوششیں اعلیٰ تر مقاصد کے حصول کے لئے وقف ہوں، استعجاب اور رشک کے جذبات کا اُبھرنا ایک قدرتی امر ہے۔ آپ کے امام جماعت کو علم اور اس کی ترویج سے جو محبت ہے آپ کے پرنسپل صاحب اور ممبران سٹاف ایسے ماہرین تعلیم بھی اس میں حصہ دار ہیں۔ مرزا ناصر احمد صاحب جنہیں اپنے شاگردوں میں شامل کرنا میرے لئے باعثِ عزت ہے۔ برصغیر ہندو پاکستان کے نامور فاضل اور ماہر تعلیم ہیں۔ یہ کالج کی خوش قسمتی ہے کہ اُسے ایک ایسے پرنسپل کی راہنمائی حاصل ہے جو اپنی زندگی میں آج کے دن تک بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ مقررہ نصب العین کے حصول کے لئے چلے آ رہے ہیں۔ اور زمانے کے اتار چڑھاؤ ان کے لئے سدِ راہ ثابت نہیں ہو سکے۔ ان سے کم اہلیت اور کم عزم و حوصلہ کا انسان ہوتا تو زمانے کے اتار چڑھاؤ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو ایمان و یقین، فدایت اور بلند کرداری کے اوصاف سے متصف ہوں۔ مرزا ناصر احمد صاحب سے تعارف اور ان کی دوستی کے شرف سے مشرف ہونا عزم و ہمت کے از سر نو بحال ہونے کے علاوہ خود اپنے آپ کو اس مستقبل کے بارے میں جو زمانے کے پریشان کن بادلوں کے پیچھے پوشیدہ ہے، ایک پختہ اور غیر متزلزل اتحاد سے بہرہ ور کرنے کے مترادف ہے۔“ (پروفیسر سراج الدین صاحب سیکریٹری محکمہ تعلیم مغربی پاکستان، 1955)

☆☆

”اس ادارے کی کشتی کے چپو بڑے ہی پختہ کار ہاتھوں میں ہیں جو جانتے ہیں کہ ماحول کے ساتھ مناسبت پیدا کر کے بالآخر ماحول پر کس قدر غلبہ پایا جا سکتا ہے یہ بجائے خود بہت بڑی خوبی پر دلالت کرتا ہے۔“

(جسٹس سجاد احمد جان صاحب جج عدالت عالیہ مغربی پاکستان لاہور دسمبر 1962)

☆☆

”میں مبارک باد دیتا ہوں اس کالج کے بانیوں کو کہ انہوں نے اس ادارہ کو قائم کیا پھر اُسے ترقی دے کر اس حد تک لائے اور اب اُسے ترقی دینے کے خواہاں ہیں۔ مجھے پرنسپل صاحب سے پتہ چلا ہے کہ ہر سال ہی اس کالج کے نتائج یونیورسٹی اور بورڈ کی شرح فیصد سے زیادہ رہتے ہیں یہ امر واقعی باعثِ مسرت ہے میں پرنسپل اور ان کے سٹاف کی خدمت میں دلی مبارک پیش کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسے ادارہ کی سربراہی کا فرض ادا کر رہے ہیں جس پر وہ فخر کر سکتے ہیں۔“



(جناب حماد رضا صاحب مئجسٹریٹ گودھا، 1962)

وہ ہر لحاظ سے قابل تحسین اور قابل ستائش ہے۔“

(ڈاکٹر ظفر علی ہاشمی وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی لاہور)

☆☆

”تعلیم الاسلام کالج احمدی جماعت اور پرنسپل میاں ناصر احمد کی مخلصانہ مساعی اور شبانہ روز محنت کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ اس کالج کے کارکن جماعت کے تعمیری و تعلیمی تصورات کی تکمیل میں ہمہ تن

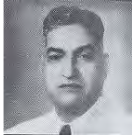


مصروف ہیں۔ اور میرے نزدیک اس درسگاہ کی سب سے بڑی خصوصیت اور برکت یہ ہے کہ ربوہ کی فضاء آجکل شہری آلودگیوں سے قطعی طور پر محفوظ ہے اور ترغیبات بالکل مفقود ہیں جو تربیت اخلاقی میں حائل ہو کر تعلیم کے بلند تصورات کو برباد کر دیتی ہیں اللہ تعالیٰ اس درسگاہ کو پاکستانیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ بابرکت بنائے اور اس کے کارپردازوں کو بیش از پیش سعی و جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔“

(مولانا عبدالمجید سائلک، مدیر انقلاب، 1958)

☆☆

”تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی اسلامی روایات قابل تقلید و ستائش ہیں پرنسپل میاں ناصر احمد کی مساعی ادارے کی ہر نوع میں تعمیر کے متعلق مبارکباد کی مستحق ہیں۔ ادارے کے معائنے سے مجھے



بہت اطمینان اور راحت نصیب ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس درسگاہ کو برکت عطا فرمائے۔“

(جناب عبدالحمید دستی وزیر تعلیم مغربی پاکستان، 1957)

☆☆

”تعلیم الاسلام کالج اور متعلقہ اداروں کو دیکھ کر ہمیں روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ چند سالوں میں یہاں جس تیز رفتاری اور خوش اسلوبی سے ترقی ہوئی ہے وہ کارکنوں کے خلوص، بلند ہمتی اور استقلال کا نتیجہ ہے۔ توقع ہے کہ یہ جگہ تھوڑے ہی عرصے میں ہمارے ملک کی ایک معیاری اور قابل رشک جگہ ہوگی۔“



(صوفی غلام مصطفی صاحب تبسم مدیر ”لیل و نہار“ و پروفیسر فلائی گورنمنٹ کالج لاہور)

☆☆

”میرے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ تعلیم الاسلام کالج ہر اعتبار سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔“



(میاں افضل حسین صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور، 1964)

(تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ 162-158)

”بلاشبہ آپ کا یہ تعلیمی ادارہ اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہے کہ اُسے وہ ماحول میسر ہے جسے ہم صحیح معنوں میں تعلیمی ماحول کہتے ہیں۔ یہاں دھیان بٹانے والی اور توجہ ہٹانے والی بے مقصد قسم کی غیر علمی مصروفیات ناپید ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس خالص تعلیمی ماحول میں حصول تعلیم اور کردار سازی کے نقطہ نگاہ سے آپ کو یہاں ایک بھرپور زندگی بسر کرنے کا زریں موقع حاصل ہے۔ اور آپ لوگ سیرت و کردار کے یکساں سانچوں میں ڈھلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔“

(سابق سیکریٹری محکمہ تعلیم جناب انور عادل صاحب سی ایس پی سیکریٹری صوبائی وزارت

داخلہ 62-1961)

☆☆

”یہ کالج دوسری غیر سرکاری درسگاہوں کی طرح ہمارے قومی نظام تعلیم میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ مجھے اس میں قطعاً شبہ نہیں کہ قومی جماعتوں اور انجمنوں کی قائم کی ہوئی درسگاہیں اپنی خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود ہماری اجتماعی زندگی میں ایک بنیادی ضرورت کو پورا کر رہی ہیں اور ان کے نہ ہونے سے ہماری زندگیوں میں ایک خلا ہوگا۔“



(حمید احمد خاں صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور، 1963)

☆☆

”آپ کی خوش بختی یہ ہے کہ آپ نے جس ادارے میں تعلیم و تربیت پائی ہے۔ وہ دنیا میں دین کے امتزاج کا ایک نہایت متوازن تصور پیش کرتا ہے۔ نہ صرف پیش کرتا بلکہ اسے عمل مسلسل میں ملبوس بھی کرتا چلا جاتا ہے۔ خدا وہ دن جلد لائے جب ہم اس کالج کو معیاری، مکمل اور منفرد کلیہ کی حیثیت و صورت میں دیکھ سکیں اور کوئی وجہ نہیں کہ جہاں کام کو کام بلکہ ایک مشن تصور کیا جاتا ہے۔، جہاں طلباء کو فقط پڑھایا نہیں جاتا بلکہ ان کے مزاجوں میں ایک کوہ شکن سنجیدگی اور کردار میں ایک شریفانہ صلاحیت پیدا کی جاتی ہے۔ اور جہاں اساتذہ کی قربانیاں اور جانفشانیاں اپنے پیچھے ایک کہکشان نور چھوڑتی چلی جاتی ہیں وہاں اہل خیر کی تمنائیں کیوں نہ فروغ پائیں گی اور اہل قلم کے عزائم کیوں نہ پورے ہو گئے۔“



(مولانا صلاح الدین احمد ایڈیٹر ”ادبی دنیا“، 1963)

☆☆

”تعلیم الاسلام کالج ملک کا وہ ممتاز ترین ادارہ ہے جہاں طلباء کا اوڑھنا بچھونا علم ہے۔ اور وہ علم کے حصول کو بھی ایک عبادت تصور کرتے ہیں۔ آپ لوگ جو اپنی قومی زبان کی خدمت کر رہے ہیں





## حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی بابرکت موجودگی میں

تعلیم الاسلام اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام

ایک یادگار ادبی شام

تعلیم الاسلام کالج اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام 15 نومبر 2014 کو محمود ہال میں ایک یادگار مجلس شعر و سخن کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ حمد یہ کلام ترمیم سے پیش کیا گیا۔

پروگرام کے پہلے حصے میں برطانیہ کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے شعرائے کرام نے اپنا کلام پیش کیا۔ نظامت کے فرائض مکرم آدم چغتائی صاحب نے ادا کئے۔

نماز عشاء کے وقفہ کے بعد پروگرام کے دوسرے حصے کی نظامت مکرم مبارک صدیقی صاحب کے سپرد تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کے پیش نظر محمود ہال کو بہت خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا اور داخلے کے لئے خصوصی دعوت نامے جاری کئے گئے تھے۔ اپنے محبوب امام کا قرب پانے کے لئے ایسوسی ایشن کے ممبران دور دراز سے تشریف لائے ہوئے تھے اور ہال میں گنجائش سے بڑھ کر احباب سراپا شوق موجود تھے۔ بعض دیر سے پہنچنے والے احباب کو ہال کے دروازوں میں کھڑے ہو کر کاروائی سنی پڑی۔ مردوں کے لئے محمود ہال میں جب کہ خواتین کے لئے نصرت ہال میں بیٹھنے کے انتظامات کئے گئے تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری کے ساتھ ہی یوں لگا جیسے بہار آگئی ہو۔ ہال میں موجود احباب کے چہروں پر خوشی اور شادابی کی ایک لہر دوڑ گئی اور حاضرین محفل نے نہایت ادب کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنے محبوب امام کا استقبال کیا۔ بیٹھنے کا انتظام کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا تھا کہ ہال کے عین وسط میں سیٹج بنایا گیا تھا اور سامعین سیٹج کے دائیں بائیں اور سامنے بہت قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ اور یوں پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہم سب کے درمیان رونق افروز تھے۔ مکرم مبارک صدیقی صاحب صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو تعلیم الاسلام کالج اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کی مجلس عاملہ و جملہ ممبران کی

طرف سے خوش آمدید کہا اور شکریہ ادا کیا کہ پیارے آقا حضور انور نے اپنی اس قدر مصروفیات کے باوجود ہماری اس درخواست کو قبول فرمایا۔



حضور انور کے رونق افروز ہونے کے بعد مکرم مبارک صدیقی صاحب نے حضور انور کی اجازت سے اپنا کلام پیش کیا:

میرا خواب تھا کسی روز تو میری منتظر یوں بہار ہو  
جو اٹھے نگاہ جھکی ہوئی میرے روبرو رخ یار ہو  
وہی یار کہ وہ جدھر چلے وہاں روشنی کا نزول ہو  
جو لکھے وہ حرف مجیب ہو جو کرے دعا وہ قبول ہو  
وہ شگفتہ گل کہ جسے چھوئے وہی شاخ سبز گلاب ہو  
جسے سوچنے کی جزاء ملے جسے دیکھنا بھی ثواب ہو

اس کے بعد مکرم مقصود الحق صاحب کو دعوت کلام دی گئی، جن کے چند اشعار پیش خدمت ہیں:

حاصل عمر سمجھتے ہیں ترے پیار کو لوگ  
ہو کے دیوانے چلے آئے ہیں دیدار کو لوگ  
تجھ سے جو عہد کیا اُس کو نبھانے کے لئے  
اپنی پلکوں میں پرولائے ہیں اقرار کو لوگ

☆☆

اشک در اشک عطا غم کی جو دولت کی ہے  
اپنے بندوں پہ بڑی اُس نے عنایت کی ہے  
جو بھی کہنا تھا کہا اپنے خدا سے ہم نے  
تم سے بھولے سے بھی کب کوئی شکایت کی ہے  
جو مسیحا تھا اُسے ہم نے مسیحا مانا  
فکر ملاں سے سردار بغاوت کی ہے  
تم کو دجال ملا ہم کو مسیح و مہدی  
بات دونوں کے نصیبوں کی ہے قسمت کی ہے  
ہم بھی تم جیسے ہی بکھرے ہوئے دانے ہوتے  
ہم میں وحدت کی بنا، جبل خلافت کی ہے

خدمتِ انسانیت تھا اس کا مقصود حیاتِ زندگی بھر وہ اسی رہ پر چلا جاتا رہا کی مزین شاہراہوں پر مسیحا کی شبیہ اُس کے آجانے کے نغمے چار سُو گاتا رہا کیا بھلی سی بات کی ہے ایک دانش مند نے جو ملا تھا تحفہ سارے ملک کو، جاتا رہا تھا خلافت کی اطاعت میں وہ خود اپنی مثال ایک ابرو کے اشارے پر بچھا جاتا رہا ہے وہاب آدم کے اس انجام پر راشد کوناز سارے خطبے میں اُسی کا تذکرہ آتا رہا

مشاعرے کے اختتام پر مکرم فرید احمد صاحب سیکریٹری امور خارجہ UK جنہوں نے حال ہی میں شاعری کے میدان میں قدم رکھا ہے، اپنی نظم حضرت امیر المومنین ایده اللہ تعالیٰ کی پر شفقت اجازت سے پیش کی۔ مشاعرے کے اختتام پہ حضرت امیر



المومنین ایده اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر عمومی دلچسپی کے امور اور موجودہ عالمی صورتحال پر حاضرین سے بے تکلف گفتگو بھی فرمائی۔ حضور انور ایده اللہ تعالیٰ نے مجموعی طور پر قریباً ڈیڑھ گھنٹے تک اس محفل کو اپنی صد افتخار اور مبارک موجودگی سے اعزاز بخشا۔ اپنے محبوب امام ایده اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے درمیان اور اس قدر قریب پاکر تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلبائے کرام اپنے اس اعزاز پر بہت شاداب تھے اور ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔ آخر میں حضور انور نے دعا کروائی، جس کے ساتھ یہ بابرکت تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔



مشاعرے کے پہلے دور میں اپنا کلام پیش کرنے والوں میں



مکرم عبد القدیر کوکب صاحب، مکرم رانا عبد



المرزاق خاں صاحب، مکرم انور مرزا صاحب، مکرم



چوہدری صفدر علی گجر صاحب، مکرم محمد رمضان شائق



صاحب، مکرم عطاء الحق صاحب، مکرم ڈاکٹر طارق



انور باجوه صاحب، مکرم واحد اللہ جاوید صاحب،



مکرم فرید احمد صاحب مکرم عامر امیر صاحب اور



مکرم اقبال مجیدی صاحب شامل تھے۔



دورانِ مشاعرہ گاہے بگاہے پُر لطف و پُر مزاح پھلچھڑیوں کا سلسلہ بھی جاری رہا اور نظامت کے ساتھ اس کی ذمہ داری بھی مکرم مبارک صدیقی صاحب اپنے مخصوص باغ و بہار انداز میں خوب نبھاتے رہے، جس سے یہ خوبصورت محفل ابتداء سے اختتام تک کشت زعفران بنی رہی۔ پھر مکرم نور الجلیل نجفی صاحب کے حمدیہ کلام کے بعد مکرم محمد افضل ترکی صاحب نے ربوہ کی یاد میں جو کلام پیش کیا اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:



فضائے دہر ربوہ میں مسرت ہی مسرت تھی  
وہاں جو بن پئے چڑھتی تھی مستی یاد آتی ہے  
عجیب انسان بستے تھے وہاں درویش صورت کے  
مجھے فرقت میں اُن کی اونچی ہستی یاد آتی ہے  
کوئی بھی یاد لندن میں مجھے تُکی نہیں آتی  
جو آتی ہے تو بس ربوہ کی بستی یاد آتی ہے

مکرم محمد افضل ترکی صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جب ربوہ شہر آباد ہوا تو اس موقع پر سب پہلے بیعت کرنے والے نوجوان آپ ہی تھے۔ اور یوں آپ ربوہ کا پہلا پھل قرار پائے۔

ازاں بعد مکرم آدم چغتائی صاحب نے اپنے مخصوص لحن اور تڑم سے سامعین کی سماعتوں میں رس گھولا۔



اس پُر لطف و پُر وقار محفل کے آخری شاعر مکرم و محترم عطاء الحجیب راشد صاحب (امام مسجد فضل لندن) تھے۔ مکرم و محترم امام صاحب نے مختلف مواقع اور مختلف موضوعات پر کہے گئے اپنے خوبصورت کلام سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ مکرم عبد الوہاب آدم صاحب کی یاد میں کہے گئے ان کے کلام سے چند اشعار پیش خدمت ہیں:



ارضِ افریقہ کا اک روشن گہر جاتا رہا  
دین کی خدمت سے جس کا عمر بھر ناطہ رہا  
لوگ کہتے تھے جسے ظلمات کا مسکن کبھی  
اُس میں ہر سُو روشنی ہر آن پھیلاتا رہا





## تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام سالانہ سپورٹس ریلی

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مورخہ 30 نومبر 2014 بروز اتوار طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں سالانہ سپورٹس ریلی کا اہتمام ہوا۔ اس سپورٹس ڈے کا آغاز دعا سے ہوا جو مکرم مبارک صدیقی صاحب صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے کروائی۔



ناز ناصر صاحب مکرم سید حسن خان صاحب سید نصیر احمد صاحب اور مکرم عطاء القادر طاہر صاحب کامیاب رہے۔ چھوٹی دوڑ کے مقابلہ میں آصف علی پرویز صاحب فاتح قرار پائے۔ بیڈمنٹن میں مکرم گوہر مقصود صاحب مکرم فرید ڈوگر صاحب مکرم فضل احمد صاحب مکرم سلمان ڈوگر صاحب اور مکرم طاہر افضال



صاحب نے بہترین کھیل کا مظاہرہ کیا۔ میوزیکل چیمبر میں مکرم ناصر الدین صاحب نے اول پوزیشن حاصل کی۔ مکرم رانا عرفان احمد صاحب تمام مقابلوں کے دوران ربوہ کی کھیلوں کے انداز میں دلچسپ رواں کنٹری کرتے رہے جس سے سبھی بہت محظوظ ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس میں مکرم و محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے شرکت کی۔ اس تقریب کا آغاز مکرم سید نصیر احمد صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ مکرم مرزا عبدالباسط صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ترنم سے پیش کیا۔ اسکے بعد بیت بازی کا ون ٹون مقابلہ مکرم حافظ



مسعود احمد صاحب اور مکرم ذیشان احمد صاحب کے مابین ہوا جو برابر رہا۔ بعد ازاں تقریب تقسیم انعامات ہوئی جس میں مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ برطانیہ نے اول پوزیشن حاصل کرنے والوں میں میڈل تقسیم کئے۔ اختتامی خطاب میں محترم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے جملہ ممبران کو ایک کامیاب سپورٹس ڈے پر مبارکباد دی اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ یہ ایسوسی ایشن حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں تعلیم کے فروغ کے لئے سرگرم عمل ہے اور مستحق طلباء کی مالی مدد میں بھی پیش پیش ہے۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پزیر ہوئی، جس کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

(رپورٹ: ظہیر احمد جتوئی۔ نائب صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ)



اس سپورٹس ریلی میں باسکٹ بال، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس ایک سپون ریس اور بیت بازی کے دلچسپ مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ پہلے پروگرام کے مہمان خصوصی مکرم و محترم عطاء الحجب راشد صاحب امام مسجد بیت الفضل لندن تھے۔ باسکٹ بال کے انتہائی دلچسپ اور سنسنی خیز فائنل مقابلے میں تعلیم الاسلام کالج کی



ٹیم A نے اول پوزیشن حاصل کی۔ مکرم خالد منیر صاحب، مکرم فرید ڈوگر صاحب اور مکرم عبدالقادر صاحب نے بہترین کھیل کا مظاہرہ کیا۔ باسکٹ بال شوٹنگ کے مقابلے میں مکرم عامر انیس صاحب نے اول پوزیشن حاصل کی۔ ایک سپون ریس میں مکرم رفیق اختر روزی صاحب اور مکرم ظہیر جتوئی صاحب اول رہے۔ شارٹ ریس میں مکرم عبدالقدیر کوکب صاحب مکرم رانا عبدالرزاق صاحب مکرم







## جستہ

انگریزوں کا وطیرہ ہے کہ وہ کسی عمارت کو اس وقت تک خاطر میں نہیں لاتے جب تک وہ کھنڈر نہ ہو جائے۔ اسی طرح ہمارے ہاں بعض محتاط حضرات کسی کے حق میں کلمہ خیر کہنا روا نہیں سمجھتے تا وقتیکہ مدوح کا چہلم نہ ہو جائے۔ آغا کو بھی ماضی بعید سے، خواہ اپنا ہو یا پرایا، والہانہ وابستگی تھی۔ جس کا ایک ثبوت ان کی 1927ء ماڈل کی فورڈ



کار تھی جو انہوں نے 1955ء میں ایک ضعیف العمر پارسی سے تقریباً مفت لی تھی۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ چلتی بھی تھی اور وہ بھی اس میانہ روی کے ساتھ محلے کے لونڈے ٹھلوے جب اور جہاں چاہتے چلتی گاڑی میں کُود کر بیٹھ جاتے۔ آغانے کبھی تعرض نہیں کیا۔ کیونکہ اگلے چور ہے پر جب یہ دھکڑ دھکڑ کر کے دم توڑ دیتی تو یہی سواریاں دھکے لگا کر منزل مقصود تک پہنچا آتیں۔ اس صورت

میں پٹرول کی بچت تو خیر تھی ہی، لیکن بڑا فائدہ یہ تھا کہ انجن بند ہو جانے کے سبب کار زیادہ تیز چلتی تھی۔ واقعی اس کار کا چلنا اور چلانا معجزہ فن سے کم نہ تھا۔ اس لئے کہ اس میں پٹرول سے زیادہ خون جلتا تھا۔ آغا دل ہی دل میں کڑھتے اور اپنے مصنوعی دانت پس کر رہ جاتے۔ لیکن کوئی یہ کار بطور ہدیتا لینے کے لئے بھی رضامند نہ ہوتا۔ کئی مرتبہ تو ایسا ہوا کہ تنگ آ کر آغا کار کو شہر سے دور کسی پیپل کے نیچے کھڑا کر کے راتوں رات بھاگ آئے۔ لیکن ہر مرتبہ پولیس نے کار سرکاری خرچ پر ٹھیل ٹھال کر آغا کے گھر بحفاظت تمام پہنچا دی۔



غرضیکہ، اس کار کو علیحدہ کرنا اتنا ہی دشوار نکلا جتنا اس کو رکھنا۔ پھر یہ بات بھی تھی کہ اس سے بہت سے تاریخی حادثوں کی یادیں وابستہ تھیں جن میں آغا بے عزتی سے بری ہوئے تھے۔ انجام کار، ایک سہانی صبح فورڈ کمپنی والوں نے ان کو پیغام بھیجا کہ یہ کار ہمیں لوٹا دو۔ ہم اس کو پبلسٹی کے لئے اپنے قدیم ماڈلوں کے میوزیم میں رکھیں گے اور اس کے بدلے سال رواں کے ماڈل کی بڑی کار تمہیں پیش کریں گے۔ شہر کے ہر

کافی ہاؤس میں آغا کی خوش نصیبی اور کمپنی کی فیاضی کے چرچے ہونے لگے اور یہ چرچے اس وقت ختم ہوئے جب آغانے اس پیش کش کو حقارت کے ساتھ مسترد کر دیا۔

کمپنی خاموش ہو گئی اور آغامد توں اس کے مقامی کارندوں کی نااہلی اور نا عاقبت اندیشی پر افسوس کرتے رہے۔ کہتے تھے:

”لا لچی کہیں کی! پانچ سال بعد تین دینی پڑیں گی! دیکھ لینا!“

(مشاق یوسفی کی ”چراغ تلے“ سے ماخوذ)



چوہدری محمد علی مضطر عارنی

نعرہ زن بزم میں جب تو ہوگا  
کس کو جذبات پہ قابو ہوگا  
زیست کی کوئی تو صورت ہوگی  
چین کا کوئی تو پہلو ہوگا  
رات بھر سیر چراغاں ہوگی  
کہیں جگنو کہیں آنسو ہوگا  
ہم چلے جائیں گے اٹھ کر تنہا  
بھی فریاد کا پہلو ہوگا  
قیس تنہائی سے ڈرتا کیوں ہے  
دشت میں کوئی تو آہو ہوگا  
کس کو حاصل ہے دوام اے ساقی  
ہم نہیں ہوں گے تو کیا تو ہوگا  
جس نے گرتوں کو سنبھالا مضطر  
وہ مرے یار کا بازو ہوگا



کہی غم کی آگ میں جل اٹھے  
کہی داغ دل نے جلا دیا  
اے جنون عشق بتا ذرا  
مجھے کیوں تماشا بنا دیا

ہی کالج روانہ ہو گئے جو ہمارے گھر واقع محلہ دارالرحمت وسطی سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھا۔

کچھ دیر بعد ہم محترم پرنسپل صاحب کی اجازت سے آپ کے کمرہ میں داخل ہوئے۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنی کرسی سے کھڑے ہو کر پہلے ابا جان سے مصافحہ کیا اس کے بعد مجھے مصافحہ کا شرف بخشا۔ میں دل ہی دل میں بڑا حیران تھا کہ محترم پرنسپل صاحب نے کھڑے ہو کر ہم سے مصافحہ کیا جو آپ کے عظیم اخلاق کا حسین منظر تھا۔ فارم آپ پہلے ہی دیکھ چکے تھے۔ میرے اعلیٰ نمبروں پر بڑی تحسین کا اظہار فرمایا۔ اور داخلہ کے بارہ میں کچھ رسمی سوالات کئے۔ میں نے ڈرتے ڈرتے بڑے ادب سے ان کے مناسب جواب دیئے۔ اس کے بعد آپ نے فارم پر داخلہ کی منظوری کے دستخط کئے اور ساتھ ہی کچھ تحریر فرما کر وہ فارم ہمارے حوالے کیا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور دوبارہ ہم سے مصافحہ کیا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) کے ساتھ یہ میری پہلی ملاقات تھی۔ تاہم میں آپ سے اس سے پہلے بھی ایک انعام حاصل کر چکا تھا۔ اس لئے میرا اندازہ تھا کہ محترم پرنسپل صاحب مجھے جانتے ہیں۔ وہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب میں سکول میں 1964ء میں نویں جماعت کا طالب علم تھا تو محترم پرنسپل صاحب حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ ایک انعامی مقابلہ ہوگا جس میں ہر کسی کو شمولیت کی دعوت ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص الخاص فضل ہے کہ چودہ برس کی عمر میں میں اس میں اول آیا۔ چنانچہ محترم پرنسپل صاحب (حضرت مرزا ناصر احمد صاحب) کی طرف سے عاجز کو پچاس روپے بطور انعام عطا ہوئے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اس زمانے میں میرے جیسے طالب علم کو پچاس روپے کا انعام ملنا گویا ”قارون کا خزانہ“ ملنے والی بات تھی۔ یہ محترم پرنسپل صاحب کے احسانوں میں سے ایک خصوصی احسان



## تعلیم الاسلام کالج کی حسین یادیں

(آصف علی پرویز)

1965ء کی گرمیوں کا موسم تھا۔ غالباً جولائی کا مہینہ تھا جب تعلیم الاسلام کالج میں داخلے شروع ہو گئے تھے۔ اس وقت حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (جو بعد میں خلیفۃ المسیح الثالث کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے) تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل تھے۔ جب میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں زیر تعلیم تھا تو میرے والد صاحب محترم چوہدری اکبر علی صاحب (مرحوم) کی خواہش تھی کہ میں میٹرک کے بعد لاہور میں ریلوے کالج میں داخلہ لے کر ریلوے میں انجینئر بنوں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے والد صاحب نے تقریباً 35 سال پاکستان ریلوے میں ملازمت کی تھی۔ ان کا ایک فقرہ ہوتا تھا کہ ”ریلوے میں کام کرنے والوں کے بچے ریلوے میں ہی ملازمت کرتے ہیں۔“ خیر جب میرا میٹرک کا نتیجہ نکلا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے سائنس میں بہت اعلیٰ نمبر حاصل کئے اور ہائی فرسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کیا۔ میں نے اس وقت اپنے ابا جان سے مؤدبانہ درخواست کی میں لاہور نہیں جانا چاہتا بلکہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اسی طرح ان کے بعض دوستوں نے بھی مشورہ دیا کہ آصف کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پڑھائیں کیونکہ ربوہ کا ماحول خالصتاً تعلیمی ہے اور آپ کا بیٹا تعلیم الاسلام کالج میں اچھی تعلیم حاصل کر سکے گا۔ چنانچہ محترم ابا جان کی اجازت سے میں نے داخلہ کا فارم مکمل کیا۔ ابا جان نے مجھے کہا کہ ایک سال کی فیس میں ایڈوانس دے دوں گا تا کہ مجھے تمہاری فیس کے بارے میں کوئی فکر نہ رہے۔ چنانچہ انہوں نے متعلقہ فیس کے نوٹ گن کر علیحدہ اپنی جیب میں رکھ لئے اور مجھے ساتھ لے کر پیدل



راشد (امام مسجد لندن و سابق صدر تعلیم الاسلام کالج ایسوسی ایشن)



یونین کے صدر تھے۔ اس وقت پروفیسر نصیر احمد خان صاحب نئے نئے Ph.D کر کے تشریف

لائے تھے۔ آپ صدر شعبہ فزکس تھے۔ پروفیسر میاں عطاء الرحمن صاحب بھی فزکس کے سینئر پروفیسر تھے۔ آپ سے مجھے چھ سال فزکس پڑھنے کا اعزاز ملا۔ کیمسٹری کے صدر شعبہ پروفیسر سلطان محمود صاحب شاہد تھے۔ نہایت ہی قابل



پروفیسر تھے لیکن سادگی میں بھی اپنی مثال

آپ تھے۔ حساب کے صدر شعبہ پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب (موجودہ وکیل اعلیٰ پاکستان) تھے۔ مجھے چار سال ان سے حساب پڑھنے کا موقع ملا۔ انگریزی کے صدر شعبہ میاں خورشید احمد صاحب (موجودہ ناظر اعلیٰ پاکستان)



تھے۔ آپ سے میں نے چار سال انگریزی پڑھی۔ اردو کے صدر شعبہ پروفیسر ناصر احمد صاحب پرویز پروازی



تھے۔ آپ سے مجھے دو سال اردو پڑھنے کا اعزاز ملا۔



جب حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلافت ثالثہ

کے منصب پر فائز ہوئے تو عارضی طور پر محترم میاں عطاء الرحمن صاحب قائم مقام پرنسپل مقرر ہوئے۔ آپ کی سادگی اور عظمت کا یہ حال تھا کہ بجائے پرنسپل کے کمرہ میں بیٹھنے کے آپ اپنے فزکس کے کمرہ میں ہی بیٹھتے۔ دراصل فزکس ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ عملاً ساتوں دن ہی شعبہ فزکس میں گزارتے۔ جمعہ پڑھنے کے بعد آپ پھر کالج میں جا کر تجربات میں مشغول رہتے۔ پروفیسر نصیر خان صاحب ہمیں انگلستان میں پڑھائی کے طریقوں کے بارے میں بتاتے۔ میں F.Sc میں اگرچہ پروفیسر میاں عطاء الرحمن صاحب کی کلاس میں تھا لیکن میں موقع نکال کر پروفیسر نصیر احمد خان صاحب کی کلاس میں بھی شامل ہوتا۔

تھا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں بعد میں بھی آپ کے بہت سے احسانوں کا مورد ہوا۔

خیر! بات تو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخلے کی ہو رہی تھی۔ جب ہم دفتر سے باہر نکلے تو ”شادی خان“ نے ہمیں کہا کہ اب ہم جا کر محترم قریشی محمد عبداللہ صاحب اکاؤنٹنٹ کو جا کر داخلہ فارم دیں اور ساتھ ہی داخلہ کی فیس بھی دیں۔



یہ حسن اتفاق تھا کہ محترم قریشی صاحب ہمارے ہی محلہ میں رہتے تھے اور محترم ابا جان کے دوستوں میں سے تھے۔ ابا جان نے فارم دیتے ہوئے ساتھ ہی پورے سال کی فیس (جو غالباً 200 روپے کے لگ بھگ تھی) بھی انہیں پیش کر دی۔ قریشی صاحب نے فارم دیکھا اور فرمایا ”چوہدری صاحب! پیسے اپنے پاس ہی رکھیں۔ محترم پرنسپل صاحب نے ازراہ شفقت آپ کے بیٹے کے اعلیٰ نمبروں کی وجہ سے ساری فیس معاف کر دی ہے۔ آپ صرف واجبی داخلہ کی فیس ادا کریں جو غالباً 25 روپے تھے۔ ابا جان بہت حیران ہوئے اور عرض کی محترم پرنسپل صاحب نے اس بات کا ملاقات میں ذکر نہیں کیا۔ محترم قریشی صاحب نے کہا کہ یہ ان کا طریق ہے۔ بس اب خوش خوش گھر جائیں۔ ہم سارے راستہ میں محترم پرنسپل صاحب کے اعلیٰ خلق کا ذکر کرتے رہے کہ فیس کی معافی کا احسان بھی کیا لیکن ہم سے ذکر تک نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے اعلیٰ اخلاق سے نوازے۔ آمین۔

داخلہ بھی ہو گیا اور ہم پہلے دن گاؤن پہن کر کالج پہنچ گئے۔ فرسٹ ایئر میں سائنس اور آرٹس کے طالب علموں کو ملا کر تعداد سو سے بھی زائد تھی۔ اس میں میرے مرحوم دوست محترم حبیب الرحمن صاحب (جو بعد میں تعلیم الاسلام کالج میں میرے ساتھ لیکچرر مقرر ہوئے) اس کے علاوہ محترم پرنسپل صاحب کے صاحبزادے محترم مرزا فرید احمد صاحب بھی تھے۔ محترم عطاء اللہ صاحب

## عبید اللہ علیم



بنا گلاب تو کانٹے چبھا گیا اک شخص  
ہوا چراغ تو گھر ہی جلا گیا اک شخص  
تمام رنگ مرے اور سارے خواب مرے  
فسانہ تھے کہ فسانہ بنا گیا اک شخص  
میں کس ہوا میں اڑوں کس فضا میں لہراؤں  
دکھوں کے جال ہر اک سو بچھا گیا اک شخص  
پلٹ سکوں نہ میں آگے ہی بڑھ سکوں جس پر  
مجھے یہ کون سے رستے لگا گیا اک شخص  
محبتیں بھی عجیب اس کی نفرتیں بھی کمال  
مری ہی طرح مجھ میں سما گیا اک شخص  
محبتوں نے کسی کی بھلا رکھا تھا اُسے  
ملے وہ غم کہ پھر یاد آ گیا اک شخص

## مبارک صدیقی



وصال یار کو جانا تو ہو کے باوضو جانا  
مجسم باادب رہنا، سراپا آرزو جانا  
نگاہ یار وہ شے ہے جو زڑے کو بھی زر کر دے  
اٹھائے خاک سے اور شہر بھر میں معتبر کر دے  
عقیدت کے جلانے دیپ اس کے روبرو جانا  
وصال یار کو جانا تو ہو کے باوضو جانا  
جو دانہ خاک میں ملنے کو بھی تیار ہوتا ہے  
وہی اک دن گلابوں کی طرح گلزار ہوتا ہے  
جو عاشق جان دینے کیلئے تیار ہوتا ہے  
اُسی کے بخت میں لکھا وصال یار ہوتا ہے  
اگر دینا پڑے جاتے ہوئے دل کا لہو، جانا  
وصال یار کو جانا تو ہو کے باوضو جانا  
با ادب رہنا، سراپا آرزو جانا



## اُستاد مرحوم.... (ابن انشاء)

ایسی دیدہ زیب شخصیتیں چشم فلک نے کم دیکھی ہوں گی جیسے استاد  
چراغ رحمہ اللہ علیہ تھے۔ قد پانچ فٹ سے بھی نکلتا ہوا۔ جسم بھرا بھرا  
خصوصاً کمر کے آس پاس۔ سر پر میل خورے کپڑے کی ٹوپی اور اس  
کے ساتھ کی شیر وانی۔ راقم نے کبھی ان کو ٹوپی کے بغیر نہ دیکھا۔ ایک بار  
خود ہی فرمایا کہ ایک تو یہ خلاف تہذیب ہے، دوسرے کو لے ٹھونگیں  
مارتے ہیں۔ ٹانگیں چھوٹی چھوٹی تھیں جس کی وجہ سے چال میں بچوں  
کی سی معصومیت تھی۔ رنگ سرمئی، آنکھیں سرخ و سفید۔ اور پھر جلال  
ایسا کہ مائیں دیکھ کر بچوں کو چھپا لیتی تھیں۔ دانت تمباکو خوری کی  
کثرت سے شہید ہو گئے تھے لہذا تمباکو چھوڑ دیا تھا فقط نسوار کا شوق  
رکھا تھا۔ چشمہ لگاتے تھے لیکن ہماری طرح چشمہ کے غلام نہ  
تھے۔ بالعموم اس کے اوپر سے دیکھتے تھے۔ سرخ کمر بند میں چابیوں  
کا گچھا چاندی کے گھنگروؤں کی طرح بجتا۔ دور ہی سے معلوم ہو جاتا  
کہ حضرت تشریف لارہے ہیں۔ ایک ہاتھ میں چھ انگلیاں تھیں اس  
لئے گیارہ تک با آسانی گن لیتے تھے۔ حواس پر ایسا قابو تھا کہ جس  
محفل میں چاہتے، بیٹھے بیٹھے سو جاتے اور خراٹے لینے لگتے۔ پھر آپ  
ہی اٹھ بھی بیٹھتے۔ کھانے کا شوق ہمیشہ سے تھا، خصوصاً دعوتوں  
میں۔ فرماتے کھانے میں دو خوبیاں ہونی چاہئیں۔ اچھا ہو اور بہت  
ہو۔ کھانے کا آداب کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ سب سے پہلے شروع  
کرو اور سب سے آخر میں ختم کرو۔ جس ضیافت میں استاد مرحوم ہوتے  
لوگ کھاتے کم اور ان کی طرف رشک سے زیادہ دیکھتے تھے۔ لیکن یہ  
جوانی کی باتیں ہیں۔ آخری عمر میں پرہیزی کھانا کھانے  
لگے۔ میزبان کے یہاں پہلے سے کہلوادیتے کہ بیخنی وغیرہ کا انتظام کر  
لینا۔ اور بیٹھے میں سوائے حلوے کے اور کچھ نہ ہو۔ چوزے کے متعلق  
فرماتے کہ زود ہضم ہے، خون صالح پیدا کرتا ہے۔ دال سے احتراز  
فرماتے کہ کہ نفخ پیدا کرتی ہے۔ (”خمار گندم“ سے ماخوذ)

## تعلیم کیلئے انگلستان کا سفر

میرے والد صاحب نے اپنے خط میں مجھے ارشاد فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح



الاولؑ کی خدمت میں گزارش کرو کہ میرے والد صاحب کی خواہش ہے کہ اگر حضور اجازت فرمائیں تو مجھے مزید تعلیم کیلئے انگلستان بھیج دیں، اس لئے حضور کی خدمت میں اجازت کی اور دعا کی درخواست ہے۔ میں نے یہ عرضداشت لکھ کر حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے مزید تعلیم کیلئے انگلستان جانے کے متعلق فرمایا آپ بھی اور آپ کے والد صاحب

بھی استخارہ کریں، پھر اگر اطمینان ہو تو اجازت ہے۔ انہی ایام میں سیالکوٹ کے دو اور طلبا نے بھی حضورؑ سے انگلستان جانے کی اجازت چاہی لیکن حضور نے پسند نہ فرمایا۔ میں نے قادیان ہی میں استخارہ شروع کر دیا، دوسری یا تیسری رات کو ابھی سویا ہی تھا کہ ایسے محسوس ہوا کہ کوئی شخص میری چارپائی کے پاس کھڑا ہے اور مجھے مخاطب کر کے اس نے کوئی بات کہی ہے، جس کا پہلا حصہ تو میں سن نہیں سکا، لیکن آخری لفظ جو سننے وہ یہ تھے ”تو پھر انگلستان جاؤ“ اس سے مجھے تو اطمینان ہو گیا کہ بفضل اللہ میرا انگلستان جانا فائدہ مند ہوگا۔ اس بات میں میری اپنی خواہش کا کوئی دخل نہیں تھا کیونکہ مجھے انگلستان جانے کا کوئی شوق نہ تھا، بلکہ میں والدہ محترمہ کی پریشانی کا خیال کر کے انگلستان جانے سے کچھ گھبراتا تھا۔ ایک بالکل نئے ماحول اور نئی معاشرت کے خیال سے بھی پریشانی ہوتی تھی۔

سفر انگلستان پر روانہ ہونے سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جو ہدایات خاکسار کو دیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ کہا جاتا ہے کہ انگلستان چونکہ ایک سرد ملک ہے اس لئے وہاں سردی کے دفاع کیلئے شراب کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم طبیب ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اگر تمہیں سردی کی مدافعت کی ضرورت محسوس ہو تو ”کوکو“ استعمال کریں۔ اسمیں خوراکیت بھی ہے اور سردی کے اثر کو بھی زائل کرتی ہے۔ ہمیں خط لکھتے رہنا۔ ہم تمہارے لئے دعا کریں گے۔

(حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؒ کی خودنوشت ”تحدیثِ نعمت“ سے ماخوذ)

## انتخابِ سخن



تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلباء میں مکرم مبارک احمد ظفر

صاحب کے دو مجموعہ ہائے کلام شائع ہو چکے ہیں۔ المنار کے اس شمارے میں ”وفا کے دیپ“ جو ان کا دوسرا مجموعہ کلام ہے، میں سے منتخب اشعار نذر قارئین کئے جا رہے ہیں:

”ظلم نامے“ کو چاٹ لے دیکھ  
معجزہ پھر وہی دکھا مولیٰ  
کوئی فرعون ہو کہ ہاماں ہو  
بندہ، بندہ ہے، تُو خدا مولیٰ  
لاج رکھ لینا اپنی درگاہ میں  
ہم فقیروں کی ہے صدا مولیٰ

☆☆

سنا ہے میں نے جہاں ذکر اُس کا کرتے ہیں  
فرشتے نور کی مشکیں لئے اترتے ہیں  
یہاں میں آج بصد احترام آیا ہوں  
میں آنحضورؐ کو کہنے سلام آیا ہوں

☆☆

وہ کون شخص گڑ گڑا کے رات گریہ زار تھا  
کہ آسمان پہ چودھویں کا چاند بیقرار تھا  
وہ کارزار میں اکیلا لڑ رہا تھا چوکھی  
قلم کا تھا وہ بادشاہ سخن کا شہ سوار تھا

☆☆

عکسِ جمال و حسن نظر ڈال دیجئے  
اب میرے فکر و فن کو اجال دیجئے  
ہفت آسمان پہ وسعتوں کی سیر کیلئے  
اب طاقتِ اُڑان، پر و بال دیجئے  
کیوں مقبروں پہ ڈالتے ہو چادریں عبث  
ننگے سروں پہ جا کے کوئی شال دیجئے  
ہے آپ کی بقا اسی میں اور خیر بھی  
اب ہاتھ ”جبل“ کے سرے پہ ڈال دیجئے



# اکیسویں صدی کی غزل الغزلات

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی



وہ اپنی سولی کے انتظار میں چشم براہ ہے اور سولی اس کی راہ تک رہی ہے۔ بیسویں صدی میں اس کے ہم عصر شعراء نے دارورسن اور سولی کے بہت مضمون باندھے ہیں مگر اس کی سولی انوکھی ہے۔

”جس کے نصیب میں ہو کھلے شہر کی صلیب  
اس خوش نصیب کی ہو خوشی کا ٹھکانہ کیا“

کھلا شہر؟

”اب آج سے اس شہر کا ہر شخص ہے مجرم  
نوٹس یہ کھلے شہر کے تھانے پہ لگا ہے“

یہ بیسویں صدی کا انوکھا واقعہ تھا کہ شہر کے شہر کے خلاف فرد جرم عاید ہوئی۔ کسی کو اس کے خلاف آواز بلند کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ عام عوام بے حس خواص مصلحت پسند، دانشور خاموش اور لوگ خوف زدہ ہو جائیں تو وہی رنجیم مسلط ہو جاتی ہے جس کے بارہ میں مشتاق احمد یوسفی نے کہا ہے کہ ”اس دور زیاں میں جب بھی اعدو باللہ من الشیطن الرجیم پڑھتا ہوں لگتا ہے اس رنجیم سے مرا یہی رنجیم ہے“۔ (آب گم۔ صفحہ 16) زمانہ اسی کھوج میں ہے۔

”سولی کو جو بجا سکے وہ سر تلاش کر

اے شیخ شہر پھر کوئی کافر تلاش کر“

اور میں۔

”عاشق صادق ہوں فرزانہ نہیں

میرے اندر عقل کا خانہ نہیں“

اس لئے زمانہ سازوں نے اپنی کری بچانے کی فکر میں ایک پورے گردہ و فاشناساؤں کو کافر قرار دے دیا۔

”وہ اک حسین تھا اس عہد کے حسینوں میں

اسے کسی نے تو کافر قرار دینا تھا“

حکومت میں اور ملا میں گٹھ جوڑ ہوا۔

”حکومت اور ملائے حزیں میں

سنا ہے کہ خدائی ہو رہی ہے“

اور سارے لوگ اس کے سامنے سینہ سپر ہو کر اس کا راستہ روکنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اسی ہمہ گیر مخالفت نے اسے سوچنے پر اکسایا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ۔

”لوگ اتنے خلاف ہیں اس کے

وہ کہیں عہد کا رسول نہ ہو“

اس نے محسوس کیا۔

”خوشبو پہن کے نکلی ہے آواز عہد کی

لگتا ہے کوئی صاحب الہام آئے گا“

”گل مراد کھلا تھا ہزار سال کے بعد

چمن کا ورنہ روایات پر گزارہ تھا

میں اپنی ذات سے آگے سفر پہ کیا جاتا

کہ اس جزیرے کے چاروں طرف کنارہ تھا“

مگر اس نے اپنی ذات کے جزیرے کو توجہ نہ دیا اور اس کے مامور کا دامن تھام لیا۔ غزل الغزلات اپنے عہد کے رسول کی مہما میں لکھی گئی ہے۔ ”اشکوں کے چراغ“ اس دور کی زبور ہے۔ مضطر عارفی اپنے مرشد کے لفظوں میں ”میں ہوں اداؤد اور جالوت ہے میرا شکار“ کا مظہر ہے۔ اس کا نعرہ ہے کہ۔

”اب نہ الفاظ کے کثرم ہیں نہ آواز کے سانپ

اب کسی جھوٹ کو آئے گا نہ اثر در ہونا“

شاعر نے انہیں ٹوکا تو

”پھر وہی اظہار کی سولی ہے اور مضطر ہوں میں

پھر مجھے لفظوں نے آگھیرا اکیلا دیکھ کر“

ایک دو لفظوں کے لئے اسے گماں تو ہوا ہوگا کہ شاید وہ تنہا ہے مگر اندر کی آواز نے اسے دلاسا دیا۔

”اسے اتنی حقارت سے نہ دیکھو

اکیلا ہے مگر تنہا نہیں ہے“

یہ ایک اکیلی روح کی شاعری ہے جس کی تنہائی آباد اور جس کی آواز اپنے عہد کی آواز ہے۔

”منصور ہوں میں آخری صدی کا

سولی مرا انتظار کر لے“

ہر زمانہ میں ایسے نایغے موجود رہے ہیں جو اپنی فنی بصیرت، فکری چتنگی، زبان و بیان پر بے پناہ قدرت، حرفوں کی مزاج شناسی اور لفظوں کی طلسم گری کی وجہ سے اپنا وجود منواتے اور علمی اور ادبی دنیا میں اپنا مقام بزور فن منواتے ہیں۔ انہیں کسی کی توصیف و ثنا کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کا کہا خود ان کا مقام متعین کرتا ہے۔ ان کا قول ہوتا ہے۔

”ہم نے اظہار کی راہیں کھولیں

ہم نے لفظوں سے بغاوت کی ہے“

اور لفظوں کے یہ باغی ہر زمانہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جب وقت پہ پکارنے لگے کہ۔

”تم عہد کے حالات رقم کیوں نہیں کرتے؟“

تو اس وقت یہی لوگ اپنی اپنی زبور اٹھائے سامنے آجاتے ہیں۔ میں ایسے ہی ایک نابغہ کا ذکر کرنے جا رہا ہوں جس نے اکیسویں صدی میں نئے لہجہ کی غزل الغزلات تصنیف کی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ”لفظ مرجائیں تو مفہوم بھی مرجاتے ہیں“ اس لئے اس نے لفظوں کو مرنے اور کاغذ کو خون سے بھرنے نہیں دیا۔ وہ اپنے عہد کے آشوب سے دوچار ہے۔ دیکھتا ہے اور حیران کہ۔

”کس نے آنکھیں بنا کے پھینک دیا

اتنے چہروں کے درمیان ہمیں؟“

اتنے چہروں میں اسے آدمی کوئی نہیں ملتا۔

”جس سے پوچھو وہی فرشتہ ہے

کیا کوئی آدمی نہیں ہم میں؟“

پھر خود ہی جواب دیتا ہے۔

”جس سے پوچھو وہی فرشتہ ہے

آدمی کوئی خال خال ہوا“

اس قحط الرجال کے زمانہ میں اس کے سامنے ایک ہی جواب ابھرتا ہے کہ ہزار سال کے بعد آسمان بولا ہے ازل سے یہی دستور آسمانی چلا آتا ہے کہ۔

”ہزار سال کے بعد آسمان بولتا ہے“

ہوئی۔ مگر

”آسماں پر ہو چکا تھا فیصلہ اس کے خلاف  
وہ جو تھا اہل زمیں نے فیصلہ لکھا ہوا“  
”ہم نے وقت کی دلیلیز پر کھڑے ہو کر  
اسے کہا تھا جلدی میں فیصلہ نہ کرنے“

کیونکہ

”زمین سب سے بغل گیر ہو کے پوچھتی ہے  
وہ کون ہے جو مجھ سے معاف نہ کرے“  
مگر اس کو اپنی کرسی کا زعم تھا۔

”نہ شوخی بگھار اپنی کرسی کی اتنی  
مکافات سے کچھ تو ڈر احتیاطاً“  
مگر اس کے سر پر سینچ سوار تھا۔ کوئی منتر کام نہ آیا  
”بید جی کرسی کے کانے کا بھی کچھ کرتے علاج  
کوئی پوتھی کھول لیتے کوئی منتر دیکھتے“

ہمارا کہا اس کی سمجھ نہ آیا

”ہم فیروں کے قتل سے پہلے  
اپنے انجام پر نظر کرنا“  
”تم عہد کی آواز سے ڈریوں نہیں جاتے  
پندار کی سولی سے اتر کیوں نہیں جاتے؟“  
اور پھر وہی ہوا جو ہوا کرتا ہے۔

”جس کا دعویٰ تھا مری کرسی بڑی مضبوط ہے  
ذکر اس کا داستاں درد داستاں کوئی نہ تھا“

اب رہے ہم کافر؟ تو

”فتوے کھ ملاؤں کے

جوتے میرے پاؤں کے!

”میں ایک ہوں کبھی تقسیم نہیں ہو سکتا

اگرچہ بانٹ لو تم مل کے آدھا آدھا بھی“

”منسوخ نہ ہو سکوں گا ہرگز

قدرت کا اٹوٹ فیصلہ ہوں“

”بولوں تو ہوں عہد کی علامت

خاموش رہوں تو معجزہ ہوں“

پھر وہ دور آ گیا جب ایک نئی سولی گاڑ دی گئی۔

”ہم مؤذن ہیں عہد کے لیکن

کوئی دینے بھی دے اذان ہمیں“

جونیا فرعون اٹھا اس کا حال یہ تھا۔

”سوائے اپنے سے کچھ نظر نہ آتا تھا

فقیہہ شہر کے سر میں فتور اتنا تھا“

سارے ملک کے اخباروں کی گویا لگا میں کھل گئیں۔

ہر قسم کا رطب و یابس چھپنے لگا۔ سچ لکھنے پر پابندی لگ

گئی۔ جھوٹ لکھنا اہل ہوس کا شیوہ ٹھہرا اور آذوقہ۔

”اگر آنا نہ ہوا انکار پڑھنا

کبھی اس عہد کے اخبار پڑھنا“

”تم اپنا جھوٹ خود پڑھ کر سنادو

ہمیں آتا نہیں سرکار پڑھنا“

اور اگر ہم نے سچ لکھنا چاہا تو

”لگتا ہے نماز پڑھ رہے ہیں

لفظوں کی کٹی ہوئی ہیں بانہیں“

مگر اتنی تسلی رہتی ہے۔

”دھوپ کی شدت ہے سولی تک

آگے سایہ ہی سایہ ہے“

پھر وہی ہوا جو ایسوں کا انجام ہوا کرتا ہے۔

”نسخ بن کر پس جاؤ گے نادانو

جب تقدیر کا ہاون دستہ بولے گا“

”جس کو ہر لیکھرام جانتا ہے

میں وہی مرگ ناگہانی ہوں“

یہ سارا پس منظر اس شہر آشوب کا ہے جس سے مضطر

عارفی اور اس کا قبیلہ گذرا۔ اس نے لفظوں کے استعمال میں

بجٹ کی ناسراف۔

”کوئی تو سمجھے گا اس عہد کے آدم کی زباں

شہر مسحور میں کوئی تو بشر بھی ہوگا“

وہ اس کوہ ندا کی آوازیں کر پتھر نہیں ہوا۔ اس نے کہا۔

”ہم اشاروں میں بات کرتے ہیں

ہم نے ڈالی نئی زبان کی طرح“

”سب راستے گذرتے ہیں اس کے قریب سے

صحرائے نینوا میں جو چھیرنگ کر اس ہے“

”میں بھی پیاسا ہوں کسی کی دید کا

میرے اندر بھی ہے اک تھر پار کر“

”چاند کھڑا ہے مدت سے دروازے پر

چہرہ بھی پیلا سا ہے بیمار نہ ہو“

”اشکوں میں ہیں انا کی چٹائیں چھپی ہوئی

جیسے سمندروں میں ہمالے پڑے ہوئے“

”کوچہ و بازار میں برسا لہو

بادلوں کی رت میں آنکھیں آئیاں“

”عشق اس کے عہد میں بے دست و پا ہو جائے گا

آنکھ استنبول سینہ قرطبہ ہو جائے گا“

اور اب تو حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ

”خدا کرے آسماں کا خیمہ رہے سلامت

مکین بھی اب تو کہہ رہے ہیں مکاں گرے گا“

”اپنے سائے سے ڈر رہے ہیں لوگ

جی رہے ہیں نہ مر رہے ہیں لوگ“

یہ اس عہد کا المیہ ہے جس کو ہمارے کم فہم حاکموں اور

پیٹ پرست ملاؤں نے مل کر پیدا کیا ہے۔ مضطر نے کیا

سادہ انداز میں بات کہی ہے کہ۔

”سب دلوں کو ٹول کر دیکھیں

جس قدر صاحبان بیٹھے ہیں“

کہ یہ غلط تو نہیں کہ

”کشتیہ تیغ انا لگتا ہے

واعظ شہر خدا لگتا ہے“

”اس کو کرو کمال اتا ترک کے سپرد

ملا کو آزمانے کے بعد آزمانا کیا“

ہمارا کیا ہے۔

”کس قدر وضع دار ہیں ہم لوگ

قبر میں بھی سفید پوش رہے“

تاریخ بتاتی ہے کہ بہت خدا بننے والے آئے اور چلے

گئے۔ خدا وہی ہے جو ایک ہے۔ خدا وہی ہے جو خدا ہے۔

”سمت ہے اس کی نہ حد

قل هو اللہ احد!!“

یہ غزل الغزلات خدا کی ماحدیت اور اس کی

احدیت کے سایہ میں سستانے والوں کا نغمہ نمستا نہ ہے۔

چلتے چلتے مضطر نے ہمارے اور اپنے مرحوم یار پروفیسر نصیر

احمد خاں کو جو خراج پیش کر دیا اس کا ذکر کئے بغیر بات ختم

کرنے کو جی نہیں مانتا۔

”تم بھی اے کاش کہہ سکو مضطر

شعر کوئی نصیر خان سا ایک“



نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور پروگرام کے بارہ میں تعارفی کلمات بیان کئے۔ مکرم آصف محمود باسط صاحب نے شہید ڈاکٹر مہدی علی صاحب کی شاعری پر مشتمل کتاب ”برگ خیال“ پر اپنے جامع تبصرہ میں کہا کہ یوں تو مختلف شعرائے



کرام کے مجموعہ ہائے کلام پڑھنے کو ملتے رہتے ہیں، مگر کسی شہید کے مجموعہ کلام پر تبصرہ ان کیلئے پہلا موقع ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ کبھی محترم ڈاکٹر مہدی علی صاحب



سے نہیں ملے، لیکن کتاب ”برگ خیال“ پڑھتے ہوئے انہیں معلوم ہوا کہ شہید مرحوم نے زندگی بھی شہیدوں جیسی گزاری ہے۔ انہوں نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اُس خطبہ جمعہ کا بھی حوالہ دیا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شہید مرحوم کی زندگی اور شہادت کا ذکر فرمایا تھا۔

محترم آصف محمود باسط صاحب کے بعد مکرم چوہدری ہادی علی صاحب نے جو مکرم ڈاکٹر مہدی علی شہید کے بھائی ہیں، نے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور مکرم ڈاکٹر مہدی علی شہید کی کچھ نظمیں پڑھ کر سنائیں۔ محترم ہادی علی چوہدری صاحب اپنے اور ہمارے اس پیارے شہید بھائی کا ذکر خیر کرتے ہوئے ابدیدہ ہو گئے۔ انہوں نے شہید مرحوم کی اللہ تعالیٰ سے، خلافت سے اور جماعت سے محبت کا ذکر



## ڈاکٹر مہدی علی شہید کے منظوم مجموعہ کلام ’برگ خیال‘ کا تعارفی پروگرام (زیر اہتمام ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ)

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے مورخہ 9 جنوری 2015 بروز جمعہ المبارک بیت الفتوح لندن میں مکرم و محترم ڈاکٹر مہدی علی بشیر



الدین قمر شہید کے منظوم مجموعہ کلام ”برگ خیال“ کے تعارفی پروگرام کا اہتمام کیا۔ اس تقریب کی صدارت مکرم و محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے کی جس کے خصوصی مہمان مکرم و محترم ہادی علی چوہدری صاحب



مر بی سلسلہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا تھے۔ دیگر خصوصی مہمانوں میں مکرم و محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن، محترم مولانا نسیم احمد باجوہ صاحب امام مسجد بیت الفتوح، مکرم رانا مشہود احمد صاحب جنرل سیکریٹری جماعت



احمدیہ یو کے شامل تھے۔ سٹیج سیکریٹری کے فرائض مکرم عطاء القادر طاہر صاحب نے ادا کئے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم مولانا نسیم احمد باجوہ صاحب نے کی۔ جس کے بعد مکرم عمر شریف صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود



علیہ السلام کا  
منظوم کلام  
پیش کیا۔  
صدر تعلیم

الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ، مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب



میں بھی نازاں ہوں تیری ہی آغوش میں  
سانس لینے کی مجھ کو سعادت ملی  
میری تکمیل کو مل گئیں رفعتیں  
میرے دل کو عزائم کی دولت ملی

☆☆

بارہا گو چلیں ظلم کی آندھیاں  
تیرے روشن دیے کو بجھا نہ سکیں  
تو ہے وہ نقش، باطل کی سب قوتیں  
لوحِ ہستی سے جس کو مٹا نہ سکیں

☆☆

ہر قدم پر مصائب کا تھا سامنا  
ہر مصیبت سے عہدہ برآ ہو گئے  
تو نے ایسے درس علم و عمل  
جو تھے راہرو، وہی راہنما ہو گئے

☆☆

مغربی فلسفہ کے جو نچیر تھے  
تیری عظمت کا دم وہ بھی بھرنے لگے  
آستانے پہ تیری جو نظریں پڑیں  
گردنیں خم عقیدت سے کرنے لگے

☆☆

ایک مرد مجاہد کی آنکھوں میں جب  
عزمِ تعمیر نو مسکرانے لگا  
بن کے شمع شبِ تیرہ تار میں  
ارضِ ربوہ پہ ٹو جگگانے لگا

☆☆☆

کڑک روٹی اور دانت

ڈاکٹر: آپ کے 3 دانت کیسے ٹوٹ گئے؟

مریض: جی وہ بیوی نے کڑک روٹی بنائی تھی

ڈاکٹر: تو کھانے سے انکار کر دیتے!

مریض: جی وہ ہی تو کیا تھا



کیا اور یہ بھی بتایا کہ مکرم ڈاکٹر مہدی علی شہید صاحب کے اعزازات کا سلسلہ انکی  
شہادت کے بعد بھی جاری ہے اور ابھی حال ہی میں انہیں بہترین ہارٹ سرجن  
کے ایک اور ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ہے۔

محترم ہادی علی صاحب کے خطاب کے بعد مکرم عمر شریف صاحب نے ”برگ  
خیال“ میں سے ایک نظم خوش الحانی سے سنائی، جس کے بعد مکرم و محترم امیر  
صاحب جماعت احمدیہ برطانیہ کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ آپ نے ڈاکٹر  
مہدی علی شہید کی زندگی کا مختصر خاکہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ  
کے فضل سے مکرم ڈاکٹر مہدی علی صاحب کو اپنے تعلیمی دور میں شروع سے ہی  
اعزازات ملنے کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ  
بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے حوالہ سے شہید مرحوم کی اعلیٰ صفات کا ذکر کیا۔  
تقریب کے اختتام پر محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

یاد رہے کہ مکرم و محترم ڈاکٹر مہدی علی بشیر الدین قمر صاحب تعلیم الاسلام کالج  
ربوہ کے سابق طالب علم تھے اور امریکہ میں ایک معروف ہارٹ سرجن تھے، جنہیں  
26 مئی 2014 کو ربوہ کی سرزمین پر شہید کر دیا گیا۔

(رپورٹ: شعبہ اشاعت ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ)

## تعلیم الاسلام کالج...

(تعلیم الاسلام کالج کے سابق طالب علم مکرم فیض اسلم صاحب مرحوم کا

کالج کے بارے میں کلام)

مرکز علم! اے درس گاہ خودی  
تُو نے ذروں کو خورشیدِ تاباں کیا  
تُو نے کلیوں کو بخشا ہے ذوقِ نمو  
تُو نے قطروں کو ہمدوشِ طوفاں کیا

☆☆

جب بھی آیا کوئی لے کے قلبِ حزیں  
تُو نے اس کو نئی زندگی بخش دی  
کتنے ذہنوں نے پائی ہے تجھ سے جلا  
کتنے چہروں کو تابندگی بخش دی

☆☆

سب کا ذکر نہیں ہو سکتا مگر انکے حسن کردار کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

**سوال:** زمانہ طالب علمی کا کوئی دلچسپ واقعہ اگر آپ ہمیں بتانا چاہیں۔

**جواب:** کالج کی سائنس سوسائٹی نے صوبہ سرحد موجودہ خیبر پختونخواہ کے

دورے کا پروگرام بنایا۔ تو جناب شاہ صاحب نے بہت اصرار کیا کہ میں

بھی اُن کے ساتھ چلوں۔ چنانچہ میں دورہ میں شامل رہا۔ پروگرام کے

مطابق سوسائٹی کو پشاور سے براستہ مردان، مالاکنڈ، جانا تھا اور راستے

میں بعض بجلی گھروں کو دیکھنا تھا۔ ہم بذریعہ ٹرین درگئی پہنچے۔ درگئی کی

سرحد قبائلی علاقے سے ملتی ہے اور اُن دنوں یہ محفوظ علاقہ نہیں

تھا۔ جناب شاہ صاحب نے طلباء کو سختی سے منع کیا تھا کہ وہ کوئی ایسی

حرکت نہ کریں جو قبائلی رسم و رواج کے خلاف ہو اور انہیں مشتعل کرنے

کا باعث ہو۔ لیکن باوجود جناب شاہ صاحب کی نصیحت کے ایک طالب

علم نے ایک پٹھان قبائلی دوکاندار سے سودا خریدنے کی کوشش کی تاہم

اس دوران کسی غلط فہمی کی بناء پر کچھ تلخ کلامی ہو گئی اور اس دوکاندار نے

طالب علم کو پکڑ کر دکان میں بند کر دیا اور باہر جا کر ایک ٹانگہ لے آیا جس

میں یرغمالی طالب علم کو قبائلی علاقے میں لے جانا تھا۔ جب جناب شاہ

صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ بے حد متفکر اور پریشان

ہو گئے اور مجھے فرمایا کہ تم بھی پٹھان ہو اور قبائلیوں کے ہم زبان ہو تم

جا کر کوشش کر کے کسی طرح طالب علم کو چھڑا لاؤ۔ میں دعا کر کے بازار

بھاگا بھاگا گیا۔ اور دیکھا کہ دو مسلح قبائلیوں کے نرغہ میں طالب علم ٹانگہ

پر سوار ہو چکا ہے۔ میں نے قبائلیوں کو السلام و علیکم کہنے کے بعد پشتو

زبان میں طالب علم کی رہائی اور معافی کی درخواست کی دونوں مسلح قبائلی

حیرت زدہ ہو گئے کہ میں پٹھان ہوں۔ تھوڑی دیر بعد باہمی تعارف کی

گفتگو کے بعد میں نے اُن سے کہا کہ یہ کالج کا طالب علم ہے لاہور سے

آیا ہے اور ہمارا مہمان ہے۔ پٹھان کبھی بھی اپنے مہمانوں کو گزند نہیں

پہنچاتے بلکہ اُن کی حفاظت کیا کرتے ہیں۔ اسلئے تمہیں پختون رواج

کے مطابق حسن سلوک سے کام لیتے ہوئے اس طالب علم کو رہا کر دینا

چاہئے۔ ساتھ ہی میں نے طالب علم سے کہا کہ وہ اُن سے معافی

مانگے۔ قبائلیوں کے دلوں میں رحم پیدا ہوا اور طالب علم کو میرے حوالے



تعلیم الاسلام کالج کے سابق طالب علم  
مکرم و محترم بشیر احمد رفیق خان صاحب  
سابق امام مسجد فضل لندن کے ساتھ ایک مختصر نشست

**سوال:** آپ نے کب تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ لیا اور اُن دنوں کالج کا کیا ماحول تھا؟

**جواب:** ستمبر ۱۹۴۹ء میں یہ عاجز تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخل

ہوا اور اپنے لئے آرٹس کے مضامین کا انتخاب کیا۔ چونکہ میں آرٹس کا

طالب علم تھا۔ اسلئے میرا رابطہ زیادہ تر آرٹس کے اساتذہ سے ہی رہتا

تھا۔ کالج کے اس دور میں کالج کو بہترین، عالم فاضل اور قابل اساتذہ

میسر تھے جن کا واحد مشن یہ تھا کہ کالج کو ہر لحاظ سے دوسرے کالجوں

کی نسبت نمایاں مقام دلایا جائے۔ اور خدا

تعالیٰ کے فضل سے انہیں اس میں زبردست

کامیابی بھی نصیب ہوئی۔ سائنس سے میرا کوئی

تعلق تو نہ تھا لیکن سائنس کے اُستاد حضرت سید

سلطان محمود شاہ صاحب سے بہت جلد گہرا

دوستانہ تعلق قائم ہو گیا تھا۔ حضرت شاہ صاحب، اخلاقِ حُسن کے

خوبصورت اور خوشنما گلدستہ کی طرح تھے اور طلباء کے ساتھ مجسم پیار اور

محبت کا سلوک کرنے کی وجہ سے نہایت ہر دلعزیز بھی تھے۔

جناب شاہ صاحب نہایت منکسر المزاج انسان تھے۔ آپ کے چہرہ

پر ہر وقت ایک دلفریب مسکراہٹ رہتی تھی جو ہر کسی کو اپنی طرف کھینچ لیتی

تھی۔ یوں بھی آپ مردانہ حُسن کے شاہکار تھے۔ میں سائنس میں آپ

کا شاگرد نہ ہونے کے باوجود آپ کی شفقتوں اور محبتوں کا مورد رہا۔ تعلیم

کے اوقات کے بعد میں اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور دیر تک

آپ کی پُرطف گفتگو سے مستفید ہوتا تھا۔ آپ میں تکلف نام کی کوئی چیز

نہ تھی۔ طلباء سے بھی بہت بے تکلفی، سادگی اور شفقت آمیز رنگ میں

گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ہماری آپس کی محبت کا یہ سلسلہ بڑھتا

چلا گیا۔ باقی اساتذہ کے متعلق آپ کے بقول اس چھوٹی سی نشست میں

پنجاب کے ماہرینِ تعلیم اور مدیرانِ جرائد بھی موجود تھے۔

خاکسار نے ۱۹۵۳ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء کو جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا جس کی صدارت جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ نے کی۔ خاکسار نے بھی ان کے دستِ مبارک سے سند وصول کی۔

**سوال: تعلیم الاسلام کالج کے ڈسپلن کے بارہ میں کوئی واقعہ بیان فرمائیں۔**

**جواب: تعلیم الاسلام کالج لاہور کا ڈسپلن مثالی تھا، طلباء کا تعلق جناب پرنسپل صاحب کے ساتھ دوستانہ تھا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ خوش شکل اور خوش لباس انسان تھے۔ بازعجب شخصیت کے مالک تھے۔ ایک دفعہ جناب**



ڈاکٹر عبادت بریلوی جو غالباً ان دنوں اور نیٹیل کالج کے پرنسپل تھے۔ تعلیم الاسلام کالج لاہور میں کالج

یونین کی دعوت پر خطاب کرنے تشریف لائے۔ تمام طلباء اور اساتذہ کالج ہال میں جمع ہو گئے۔ جناب ڈاکٹر عبادت بریلوی صاحب کی تقریر کے دوران چند منٹ کے لئے اچانک بجلی فیل ہو گئی اور ہال میں گھپ اندھیرا چھا گیا۔ حضرت پرنسپل نے طلباء کو خاموش رہنے کے لئے کہا۔ چند منٹ بعد بجلی آگئی اور کارروائی دوبارہ شروع ہوئی تو جناب ڈاکٹر عبادت بریلوی نے کہا کہ میں کالجوں کی ایسی تقاریب میں شامل نہیں ہوتا کیونکہ طلباء کا رویہ مقررین سے بعض اوقات اچھا نہیں ہوتا۔ لیکن جب آپ کے کالج کی طرف سے مجھے دعوت ملی تو چونکہ میں نے سُن رکھا تھا کہ تعلیم الاسلام کالج لاہور کا ڈسپلن مثالی ہے سو میں چلا آیا اور مجھے بے حد حیرت ہوئی جب بجلی فیل ہونے کے دوران بھی طلباء نے انتہائی ڈسپلن اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے معمولی آواز بھی بلند نہیں کی۔

(انٹرویو: رانا عبدالرزاق خان)



کر دیا۔ میں نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور ہم حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ کچھ دیر بعد شاہ صاحب نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ عجیب بات ہے کہ میں نے تمہیں اس دورہ پر جانے کی اصرار سے دعوت دی۔ اور تمہیں دعوت دینے کی تحریک بڑے زور سے میرے دل میں ڈالی گئی تھی۔ اب سمجھ آئی کہ اللہ تعالیٰ کالج کو اس بدنامی سے بچانا چاہتا تھا کہ اس کا ایک طالب علم انخوا ہو گیا ہے۔ نیز فرمایا کہ تمہارے جانے کے بعد میں دعاؤں میں لگ گیا اور میرا دل اس طالب علم کی رہائی کے لئے پگھل کر آستانہ الہی پر سجدہ ریز ہو گیا۔

**سوال: اس تعلیمی ادارے کی ایک بہت بڑی خوش قسمتی یہ بھی رہی کہ اسے براہ راست خلیفۃ المسیح کی راہنمائی بھی حاصل تھی۔ اس کا کوئی واقعہ آپ بیان کرنا چاہیں۔**

**جواب: اپریل ۱۹۵۰ء تعلیم الاسلام کالج لاہور کا پہلا جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا۔ کالج کی خوش قسمتی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ خود بنفس نفیس اس میں شامل ہوئے اور آپ نے نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا۔ کالج کا ہال طلباء، اساتذہ اور مہمانوں سے کچھا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ارد گرد کے کالجوں کے پرنسپل صاحبان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ اخبارات کے نمائندگان بھی شریکِ محفل تھے۔**

حضورؐ نے طلباء کی توجہ اُن کی اُن ذمہ داریوں کی طرف دلائی جو بحیثیت ایک نئی مملکت کے شہری ہونے کے اُن پر عائد ہوتی تھی۔ حضور اقدس کا یہ پُر معارف اور ولولہ انگیز خطاب ایک گھنٹہ سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔ تقریر کے آخر میں حضورؐ نے نہایت پُر جوش انداز میں فرمایا:

”پس اے خدائے واحد کے منتخب کردہ نوجوانو! اسلام کے بہادر سپاہیو! ملک کی اُمید کے مرکزو! قوم کے سپوتو! آگے بڑھو کہ تمہارا خدا، تمہارا دین، تمہارا ملک اور تمہاری قوم محبت اور اُمید کے مخلوط جذبات سے تمہارے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں۔“

اس تقریب میں شرکت کرنے والے معززین میں سے چند ایک نام یہ ہیں: جناب مشتاق حسین صاحب میسر لاہور، سید جمیل حسین صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور، مسٹر ترمذی ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیمات عامہ پنجاب نیز صوبہ



## چوہدری محمد علی مضطر

جاگ اے شرمسار! آدھی رات  
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات  
یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی  
باخبر، ہوشیار! آدھی رات  
وہ جو بستا ہے ذرے ذرے میں  
کبھی اس کو پکار آدھی رات  
کھلتے کھلتے کھلے گا باب قبول  
عرض کر بار بار آدھی رات



## بریانی اور دال



ایک کنجوس کے گھر مہمان آرہے تھے اس نے نوکر سے کہا:  
”تم کھانے کے وقت کچن میں برتن گرا دینا۔ میں پوچھوں گا: کیا  
گرا ہے؟“ تو تم جواب دینا: ”بریانی گر گئی ہے۔“  
پھر میں کہوں گا ”گھر کی بات ہے۔ چلو دال ہی لے آؤ۔“  
مہمان آگئے اور پروگرام کے مطابق کچن میں برتن گرنے کی آواز آئی۔  
کنجوس: ”ارے بھی کیا گرا دیا؟“  
نوکر کی گھبرائی ہوئی آواز: ”صاحب جی! دال ہی گر گئی ہے۔“

ایک دفعہ علی گڑھ میں مشاعرہ ہو رہا تھا۔ اہل ذوق دور دور سے  
مشاعرے میں شرکت کیلئے آئے ہوئے تھے۔ علامہ اقبال بھی وہاں موجود  
تھے۔ مشاعرے کے اختتام پر علی گڑھ کے چند مقامی شعراء نے علامہ کو  
پریشان کرنے کی ٹھانی۔ انہوں نے ایک مصرعہ منتخب کر کے علامہ کو اس پر گرہ  
لگانے کیلئے کہا۔

مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں، ہرن پانی میں  
علامہ اقبال ایسے بکھیڑوں سے پرہیز کرتے تھے۔ تاہم لوگوں کے  
بیجا اصرار پر یہ مصرعہ لگا کر شعر مکمل کر دیا:

اشک سے دشت بھریں، آہ سے سوکھیں دریا  
مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں، ہرن پانی میں



## اُستاد مرحوم.... (ابن انشاء)

طبیعت میں ایجاد کا مادہ تھا۔ لکیر کے فقیر نہ تھے۔ اب اسی لفظ ’فیضان‘  
کو لیجئے۔ اسے وہ ’ظ‘ سے لکھتے تھے۔ ایک بار طوطا رام سیاد نے اس پر  
اعتراض بھی کیا۔ یہ صاحب ہوشیار پور کے رہنے والے تھے اور معمولی تعلیم  
یافتہ تھے۔ استاد مرحوم نے چمک کر جواب دیا: یہ ہماری زبان ہے  
پیارے۔ ہم جیسا لکھیں گے وہی سند ہوگا۔ ماسٹر جی اپنا منہ لے کر رہ  
گئے۔ بعد میں راقم کو استاد مرحوم نے ایک مستند قلمی نسخہ میں ’فیضان‘ ظ سے  
لکھا ہوا دکھایا۔ اس نسخہ کا نام یاد نہیں۔ لیکن کم از کم پچیس سال پرانا ہوگا اور  
خود استاد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ ان شہادتوں کے باوجود وسیع القلب  
اتنے تھے کہ آخری عمر میں فرمایا کرتے ’ض‘ سے لکھنا بھی غلط نہیں۔ اسی  
طرح بہت سے اور الفاظ تھے جن کا تلفظ اور املا وہ رواج عام سے ہٹ کر  
کرتے تھے۔ کوئی انگشت نمائی کرتا تو جواب دیتے کہ ہمارے گڑ گاؤں  
میں یونہی لکھتے اور بولتے ہیں۔ معترض چُپ ہو جاتا۔

استاد مرحوم کے اوصاف حمیدہ کا حال لکھنے کیلئے ایک دفتر  
چاہئے۔ اس مضمون میں اس کی گنجائش نہیں۔ مختصر یہ کہ دریا دل آدمی  
تھے۔ کوئی شخص کوئی چیز پیش کرتا تو کبھی انکار نہ کرتے۔ دوسری طرف  
اس بات کا خیال رکھتے کہ کسی کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے۔ کوئی سائل یا  
حاجتمند آتا تو نہ صرف یہ کہ خود کچھ نہ دیتے۔ دوسروں کو بھی منع کر دیتے  
کہ یہ بھی تمہاری طرح انسان ہے۔ اس کی خودداری مجروح ہوگی۔ اس  
شخص کو پسند و نصح سے مطمئن کر کے بھیج دیتے۔

استاد مرحوم کی طبیعت خوشامد سے نفور تھی۔ راقم کو معلوم نہیں کہ محکمہ  
تعلیم کے افسروں اور ڈپٹی کمشنر کے علاوہ، کہ حاکم ضلع ہونے کے لحاظ  
سے اولوالامر کی تعریف میں آتے ہیں، انہوں نے کبھی کسی کا قصیدہ کہا  
ہو۔ البتہ کسی افسر یا سیٹھ کے ہاں شادی ہو تو سوہرا کہہ کر لے جاتے اور  
ترنم سے پڑھ کر سناتے۔



(”خمار گندم“ سے ماخوذ)

## اے اس راہ سے گزرنے والے انسان!

پرتگال کے ایک باغ کے باہر بورڈ پر جلی حروف میں یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں:

”اے اس راہ سے گزرنے والے انسان اس سے پہلے کہ تو مجھے کاٹنے کے لئے ہاتھ اٹھائے میری ایک بات سنتا جا۔ میں موسم سرما کی سرد راتوں کو تیرے چولہے کی آگ بن کر تیرے گھر کو گرم رکھتا ہوں، موسم گرما کی تپتی دھوپ میں تجھے

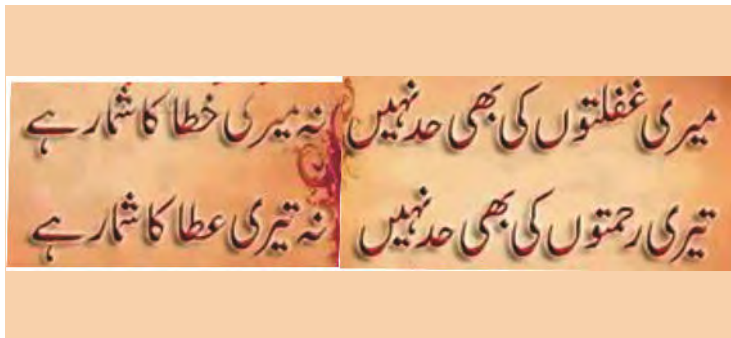
اپنے سائے سے راحت پہنچاتا ہوں، میرے پھل تیرے لئے بہترین خوراک کا کام دیتے ہیں،



چھت کا شہتیر ہوں جس کے نیچے تو اور تیرے بچے آرام کرتے ہیں، میں تیری میز کا تختہ ہوں جس پر بیٹھ کر تو کام کرتا ہے، میں تیرے آرام کے لئے چارپائی مہیا کرتا ہوں، تیری کلباڑی کا دستہ بھی ہوں، تیرے گھر کا دروازہ، تیرے بچوں کا جھولا اور موت کے بعد تیری میت کا صندوق میری لکڑی سے بنتا ہے۔ میں بنی نوع انسان کے لئے اللہ کی طرف سے ایک تحفہ ہوں اور ہر حال میں انسانوں کا دوست ہوں، میں ہوں ایک درخت! انسان کا صدیوں سے خاموش رفیق، پنگھوڑے سے لیکر گور تک انسان کا قدیم دوست، دست فطرت کا شاہکار، زمیں کا زیور ماں کا آنچل، قدرت کا ایئر کنڈیشنر۔

میں اپنا تعارف ذرا کھل کر کروائے دیتا ہوں۔ میرے حروف تہجی (د، ر، خ، ت) سے بننے والا لفظ 'درخت' (دُ سے دوا، رُ سے رحمتِ خدا، خُ سے خوراک اور تُ سے توانائی) میرا اصلی رُوپ ہے۔

(بشگریہ افضل ربوہ، 23 اگست 2013)



## کشفاً امتحانی پر چپ دکھ لیا!

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جو ایک لمبا عرصہ تعلیم

الاسلام کالج کے پرنسپل رہے، آپ کی زندگی کا ایک حسین گوشہ!

آپ نے اپنی خلافت کے دوران ایک بار بیان فرمایا کہ اُن دنوں اگرچہ آپ بطور پرنسپل تو اپنی ذمہ داریاں پوری طرح ادا کر لیتے تھے لیکن غیر معمولی جماعتی مصروفیات اور حضرت مصلح موعودؑ کے تفویض کردہ کاموں کی وجہ سے اپنی کلاس کو پورا وقت نہ دے سکتے تھے اور اس طرح پورا سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ دعا کے نتیجے میں اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کو رویاء میں اس سال کا یونیورسٹی کا پرچہ نظر آجاتا اور آپ کلاس کو بتائے بغیر ان سوالات پر مشتمل جامع نوٹس تیار کر کے چند لیکچروں میں اس مضمون کے متعلقہ حصے پڑھا لیتے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپ کے مضمون میں کلاس کا نتیجہ ہمیشہ باقی مضامین سے بہتر ہوتا۔ آپ کے شاگرد صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اس امر کے چشم دید گواہ ہیں۔ اس ضمن میں وہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ 59-1958 کے سال غیر معمولی دینی مصروفیات کی وجہ سے آپ اپنی بی اے کی کلاس کو سیاسیات کے مضمون کا پورا کورس ختم نہ کروا سکے اور اس دوران سالانہ امتحان شروع ہو گیا۔ سیاسیات کے پرچہ سے قریباً دو روز قبل آپ نے ان کو ایک کاغذ پر تین سوالات لکھ کر بھجوائے اور ان کے جوابات بھی ٹائپ کروا کر بھجوائے اور فرمایا کہ یہ بھی پڑھ لینا اور باقی کلاس کے لڑکوں کو بھی بتا دینا۔ صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک سوال مارشل لاء کی حکومت میں اور آئینی حکومت میں صدر مملکت کے اختیارات کے بارے بھی تھا اور 1958 کے مارشل لاء کی وجہ سے ہمارا یہ خیال تھا کہ یہ سوال تو امتحان میں بالکل نہیں آ سکتا۔ بہر حال ہم نے یہ تینوں سوالات تیار کر لئے اور جب سیاسیات کا یونیورسٹی کا پرچہ آیا تو ہمیں یہ تینوں سوالات موجود تھے۔ اس موقع پر آپ نے ان سوالات کا کوئی پس منظر بیان نہیں کیا۔ بعد میں خلافت کے دوران ایک جلسہ کے دوران خطاب فرماتے ہوئے اس امر کا اظہار فرمایا کہ وہ پرچہ آپ کو کشفی حالت میں دکھایا گیا تھا۔

(حیات ناصر جلد اول صفحہ 220)

بی۔ اے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۱۹۷۵ء میں کیا۔ اردو، فارسی  
سپیشل مضامین تھے۔

**ملازمت:** سپروائزر پیپر بورڈ ملز پیکیجز لمیٹڈ لاہور (۱۱ مئی ۱۹۷۲ء تا ۱۶ ستمبر ۱۹۷۵ء)۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۷۵ء تا یکم مارچ ۱۹۸۴ء تک بحریں عربین گلف (دیوان الامیری بطور ایگزیکٹو اسٹنٹ) سلطان البحرین عیسیٰ بن سلمان الخلیفہ)۔ مارچ ۱۹۸۴ء تا جولائی ۲۰۰۸ء نمبردار چک نمبر ۲ ڈی اے خوشاب پنجاب پاکستان۔

**شادی:** محترم ناصر احمد بہادر شیر مرحوم سابق افسر حفاظت خاص کی بڑی بیٹی سے ہوئی۔ جس میں سے ایک بیٹا اور بیٹی ہیں۔

**جماعتی خدمت کی توفیق:** صدر جماعت احمدیہ چک نمبر ۲ ڈی اے خوشاب عرصہ پندرہ سال رہا۔ ضلع خوشاب کی مجلس عاملہ میں سات سال ناظم مجلس انصار اللہ خوشاب، سیکٹری مال ضلع رہا پھر لندن میں مجلس انصار اللہ برطانیہ میں شعبہ عمومی میں، شعبہ تعلیم القرآن میں اور شعبہ تربیت میں خدمت کرنے کی توفیق پائی۔

خاکسار کی پانچ کتب بھی زیر طبع ہیں جو کہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہیں اور انشاء اللہ عنقریب ہی زیر طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئیں گی۔

آج کل اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسوسی ایشن برطانیہ میں بطور سیکٹری تجنید اور المنار کے ادارتی بورڈ میں خدمت کی سعادت پارہا ہوں۔



محبت کا بھرم ہوتا تو پھر کچھ سوچ کر جاتے  
ورنہ زندگی بن کے میرے ہدم گزر جاتے  
تھکے ہارے پرندوں کو جو دیکھا تو خیال آیا  
کوئی جو منتظر ہوتا تو ہم بھی اپنے گھر جاتے  
میں کھا کر درد کی ٹھوکرا بھی تک حوصلہ مند ہوں  
یہ ٹھوکرا جو تمہیں لگتی تو تم خود بھی بکھر جاتے  
اس تہائی کا ہم پہ بڑا احسان ہے محسن  
نہ دیتی ساتھ یہ اپنا، تو جانے ہم کدھر جاتے

غزل

(محسن نقوی)



مختصر مختصر

پتھروں سے ہیرے

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی سنہری یادیں  
(رانا عبدالرزاق خان - لندن)

**نام:** رانا عبدالرزاق خان ولد رانا عبداللطیف خان ولد چودھری عبدالحمید خان صحابی کاٹھگری (والدین کا اصل وطن کاٹھگری ہوشیار پور پنجاب انڈیا)  
**تاریخ پیدائش:** ۱۳ اپریل ۱۹۵۱ء ککی نو، شورکوٹ جھنگ پنجاب پاکستان۔

**تعلیم:** پرائمری تک تعلیم چک نمبر ۲ ڈی اے قائد آباد خوشاب ٹی آئی ہائی سکول ربوہ سے میٹرک، ٹی آئی کالج ربوہ سے ۱۹۷۰ء میں ایف اے کیا۔ میٹرک اور ایف ان مشہور اداروں سے ہی پاس کیا۔ جن کی سارے پاکستان میں منفرد حیثیت تھی۔ تعلیم و تربیت میں یہ ادارہ ایک مثال تھا۔ تعلیم الاسلام کالج کے اساتذہ سے پدرانہ شفقت بھی ملا کرتی تھی۔ یہ ایسے اساتذہ تھے جو اپنے طلباء کے لئے ہمہ وقت دعا گورہتے تھے۔ ڈسپلن، تعلیم، تربیت، اور اپنے طلباء کا اپنے بچوں کی طرح خیال رکھنا ان سب کا وطیرہ تھا۔ ہم سب بلا خوف و خطر سب پروفیسران سے کسی بھی وقت مل سکتے تھے۔ آج بھی ہم ان ہی کی تربیت اور دعاؤں کے طفیل دنیا میں کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں۔ جب کبھی بھی ان اساتذہ کا ذکر کسی بھی جگہ پڑھتے ہیں تو ان سب کے لئے ہمارے دل سے دعائیں نکلتا شروع ہو جاتی ہیں۔ آج بھی مجھے ان کی پدرانہ شفقت، معلمانہ پیار، لگن اور محبت یاد آتی ہے تو میرے دل سے ان کے بلندی درجات کے لئے بے اختیار دعائیں نکلتی ہیں۔ ان کی محنت اور توجہ نے ہم پتھروں کو تراش کر ہیرے بنا دیا۔ ہم سب طلباء انہی بقراط و سقراط کے کارنامے ہیں۔ ہمارے ادارے میں کمرشل تعلقات، بناوٹ، یا بیگانہ پن نام کو نہ تھا، ہر پروفیسر سے مل کر اپنائیت کا احساس ہوتا تھا، دوردراز سے برائے تعلیم آئے ہوئے طلباء جلد ہی اس ماحول میں گھل مل جایا کرتے تھے۔ اس گھریلو ماحول کو بھر پور پر امن جنت بنانے میں ہمارے پروفیسران اور پرنسپل صاحب کے مشفق رویوں کا عمل دخل تھا۔ خدا تعالیٰ ان سب کو غریق رحمت کرے۔ آمین۔

اساتذہ کا یہ ہوا کرتا تھا کہ اسی ٹرپ پر واپسی پر آتے ہوئے ہم ایک دن اور رات مری بھی رُک گئے کیونکہ مری کی مال روڈ کی کچھ اپنی بھی دلکشاں تھیں۔

ہمارا کالج باسکٹ بال اور کشتی رانی میں ہمیشہ ہی جیتا کرتا تھا۔ بی ایس سی کے دور میں ہم لوگ انٹر کالجیٹ یونیورسٹی جیت کر آئے اور کچھ ہی دنوں کے بعد ہماری کشتی رانی کی ٹیم جس میں خاکسار، سعید قریشی، مرزا مجید نصر اللہ، مامون الرشید وغیرہ شامل تھے نے دریائے راوی پر پنجاب یونیورسٹی اور اسلامیہ کالج لاہور کو شکست دے کر یونیورسٹی چیمپیئن شپ جیتی۔ اس ٹیم کا خاکسار کپتان تھا۔ مجھے کالج کی وہ راتیں کبھی نہیں بھولیں گی جب ملکی سطح پر ادبی مقابلے منعقد کروائے جاتے تھے۔ جن میں اگر آپ نہ بھی حصہ لے رہے ہوں تو صرف سننے سے ہی آپ کو ان باتوں کا ملکہ حاصل ہو جاتا تھا۔ کیا شاعری ہو کرتی تھی۔ مقرر روں کی شعلہ بیاباں اور قرآن مجید کی قرأت کی خوش الحانیاں ابھی بھی میرے کانوں میں گونجتی ہیں۔ رات گئے دو یا تین بجے ہم گھر لوٹا کرتے تھے اور اگلے روز وہی تازہ باتازہ کالج وقت پر پہنچ جایا کرتے تھے۔

ایف ایس سی میں اردو اور انگریزی کے بعد کیمسٹری کی کلاس سب سے بڑی ہوا کرتی تھی اور اگر آپ کیمسٹری تھیٹر میں ذرا دیر سے پہنچے تو پیچھے سب سے اونچی سیڑھی پر جگہ ملتی تھی جہاں استاد صاحب کی آواز آتے آتے غائب ہو جایا کرتی تھی مگر پھر بھی وہیں سے لوگ اونچی اڑانیں اڑا کرتے تھے اور آج دنیا کے ہر کونے میں آپ کو تعلیم السلام کا پڑھا ہوا جوان (کیونکہ وہاں کا پڑھا ہوا کبھی بوڑھا نہیں ہوتا) ملے گا۔ ربوہ تو ایک یونیورسٹی ٹاؤن ہے جہاں سے کالج کے بعد آپ نے دنیا میں پھیل جانا ہے بالکل آک کے پودے کے بیجوں کی طرح جو ہوا کے دوش پر ہر طرف اڑ جاتے ہیں اور پھر جہاں بھی انکے قدم لگتے ہیں وہ ایک پودے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کالج کا احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا یہاں سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد میں نے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے بائیو کیمسٹری میں ایم ایس ای کی اور وہیں پر (Nuclear Institute For Agriculture And Biology)

میں ملازمت کے لئے پہلا انٹرویو ہوا خدا کے فضل سے سلیکشن ہو گئی جب سیکورٹی کے فارم بھرنے کا وقت آیا تو جس سائنسدان کی لیبارٹری میں مجھے کام کرنا تھا اس نے کہا کہ اپنے آپ کو ربوہ کا ظاہرہ کرنا سیکورٹی کا چیف اعتراض کرے گا۔ میں نے عرض کی کہ جناب یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ایک دفعہ سر جھک



## کالے گاؤں کی کشش

(خالد میرزا احمد)

سردیوں کے تقریباً صبح کے دس بجے ہونگے اور ہم اپنے تعلیم السلام سکول کے باہر گھاس کے قطعوں میں اردو کی جماعت میں بیٹھے پڑھ رہے تھے کہ اچانک ساتھ والی سڑک پر کچھ لڑکوں کی آوازیں آئیں۔ یہ کالے گاؤں اور اٹھتے تعلیم السلام کالج کی طرف جانے والے طالب علموں کی گفتگو کی آوازیں تھیں۔ اُنکی آزادی اور اپنی قید کے تصور کا ایک عجیب رنگ تھا اور میں اسی خیال میں ڈوب گیا کہ کب ہم لوگ بھی اسی طرح گاؤں پہنچنے کالج جایا کریں گے یعنی کہ بڑوں اور آزاد لوگوں میں شمار ہونے لگیں گے۔ خدا کے فضل سے میٹرک پہلی بار ہی اچھے نمبروں میں پاس کر کے جب فرسٹ ایئر میں داخلے کا وقت آیا تو والد صاحب مرحوم کے ہمراہ انٹرویو کے لئے کالج چلے گئے۔ مکرم چوہدری محمد علی صاحب مرحوم پرنسپل تھے۔ مجھ سے کالج، کرکٹ اور ایڈمیشن کے انگریزی میں بچے پوچھے گئے اور مجھے پری میڈیکل میں داخلہ مل گیا۔

کالج کا زمانہ بھی انسان کی زندگی کے سہانے دنوں کا دور ہوتا ہے۔ جس میں انسان بگڑتا بھی ہے اور بنتا بھی ہے۔ کالج کی زندگی انسان کی شخصیت بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ یہی چیز میرے کالج تعلیم السلام کالج ربوہ نے مجھے دی۔ ہم کو نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ دوسری ادبی اور جسمانی کھیلوں کے مواقع بھی بھر پور مہیا کیئے گئے۔ ان دنوں میں کالج کا دن ختم ہوتے ہی کالج کے کھیل کے میدان بھر جایا کرتے تھے۔ ڈگری کالج میں ہاکی، کالج کے سامنے ہی باسکٹ بال اور دریا پر کشتی رانی جیسی کھیلیں باقاعدگی سے ہوتی تھیں۔ اور اگر میں غلطی پر نہیں تو شاید پنجاب میں صرف ہمارا کالج ہی اپنے طلبہ کو کوہ پیمائی کے لئے پاکستان کے شمالی علاقوں میں لے کر جایا کرتا تھا۔ اس بات کا ذاتی مشاہدہ میں نے تب کیا جب ۱۹۸۵ میں مکرم چوہدری محمد علی صاحب نے ہم ایف ایس سی کے طلبہ کو مکرم سلطان محمود اکبر صاحب اور مکرم مہتاب احمد انصاری صاحب کے ہمراہ وادی کاغان لے اوپر ملکہ پر بت کے برف پوش پہاڑوں کو سر کرنے کے لئے بھجوا یا تھا تو راستے میں یونیورسٹی کے طلبہ تو نظر آئے اور وہ بھی صرف مری ایبٹ آباد تک (پھر اس کے بعد اُنکے چراغوں میں روشنی نہ رہی) مگر کوئی کالج کے طلبہ نظر نہ آئے اور معیار ہمارے



## کسومو سے ربوہ اور پھر بریڈ فورڈ

(ڈاکٹر عبدالباری ملک ایم. بی. ای)

خاکسار کی یہ انتہائی خوش قسمتی ہے کہ خاکسار کو اپنی زندگی کے چار یادگار سال تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں تعلیم کے حصول کیلئے گزارنے کا شرف حاصل ہوا۔ خاکسار کی پیدائش کینیا کے خوبصورت شہر کسومو میں ہوئی، دس سال کی عمر میں کینیا سے ہجرت کر کے پاکستان پہنچے اور ربوہ کو اپنا گھر بنایا۔ ربوہ میں تعلیم الاسلام پرائمری سکول اور پھر ہائی سکول میں تعلیم حاصل کی۔ دوران تعلیم جب کبھی کالج کی عمارت یا طلباء کو دیکھتے تو دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی کہ اللہ کرے ہمیں بھی اس کالج میں داخلہ ملے اور ہم بھی یہاں تعلیم حاصل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں سنیں اور میٹرک کے امتحان میں کامیابی کے بعد ہمیں تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ مل گیا۔

یہ زندگی کے نئے اور یادگار سفر کا آغاز تھا۔ بڑے شوق سے گولبازار سے گاؤن خریدا، نئی ٹوپی خریدی اور نیا سوٹ سلوایا۔ کالج میں جب کلاسوں کا آغاز ہوا تو تمام اساتذہ سے تعارف ہوا، تب پتہ چلا کہ یہ کس بلند پایہ کے اساتذہ تھے، ان کے دلوں میں طلباء کیلئے شفقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان کے دفاتر اور گھروں کے دروازے طلباء کے لئے ہر وقت کھلے رہتے۔ یہ پوری محنت سے اپنے لیکچر تیار کرتے اور طلباء کو ہر مضمون کی تیاری پوری طرح سے کرواتے۔ یہ اساتذہ اپنے طلباء کے لئے دعائیں بھی کرتے تھے۔ ان کی وہ دعائیں ان کے طلباء کے آج تک کام آ رہی ہیں۔ تعلیم الاسلام کالج کا ڈسپلن مثالی تھا، ہر طالب علم گاؤن اور ٹوپی کے بغیر کالج آنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

نماز کے وقت ہر طالب علم مسجد میں نماز کے لئے جاتا، جہاں اساتذہ کی شفقت بے مثال تھی وہاں طلباء کا اطاعت کا معیار بھی بہت بلند تھا۔ ہمارے ساتھی طلباء میں غیر احمدی بھی ایک بڑی تعداد میں ہوتے لیکن کبھی بھی ان کو اس بات احساس تک نہیں ہوا کہ وہ احمدی نہیں ہیں۔ کالج کا وہ ڈسپلن اور اساتذہ کی وہ محنت ساری عمر اور ہر موڑ پر ہمارے کام آئی اور آ رہی ہے۔

گیا تو پھر اٹھے گانہیں۔ وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے ٹھیک ہے اور پھر وہی ہوا۔ سیکورٹی کا چیف جو کہ پٹھان تھا اس کا اعتراض تھا کہ اپنے آپ کو مسلمان کیوں لکھتے ہو میں نے کہا ہوں تو لکھوں گا (اس وقت ابھی ضیاء نے احمدیوں کے خلاف کالا قانون جاری نہیں کیا تھا) میرے آگے تو کچھ نہ بولا میں چلا آیا تو لیبارٹری کے انچارج کوفون کر کے کہہ دیا کہ احمدی ہے سیکورٹی کی کلیئرنس نہیں دی جاسکتی۔ اسی انچارج نے مجھے بلا کر کہا کہ وہی ہوا ہے جس کا مجھے ڈر تھا مگر تم فکر نہ کرو ہم عنقریب پنجاب یونیورسٹی میں ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم کر رہے ہیں جب تک وہ مکمل ہو تم کام یہیں کرو مگر ملازمت تمہاری پنجاب یونیورسٹی کے تحت ہوگی اس طرح میری جاب پنجاب یونیورسٹی میں ہوگئی اور میں نے اس پٹھان باباجی کے سامنے ہی وہاں آنا جانا شروع کر دیا پھر جلد ہی وہاں سے میں چلا گیا اور پھر پنجاب یونیورسٹی میں، میں ۱۹۹۱ء تک بحیثیت لیکچرار مائیکرو بیا لوجی کے کام کیا۔

اسی دوران مجھے اپنے شعبے کی طرف سے امریکہ کی نارٹھ کیرولینا کی ریاست میں انسانی ٹشو لکچر کی تربیت کے لیئے بھیجا گیا۔ وہاں سے واپسی پر میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں انسانی جین کی میپنگ کے لیئے لیبارٹری کی تشکیل دی اور وہاں پر تھیلا سیما کے مریضوں کے خون میں سے DNA نکال کر ان کی میپنگ شروع کی گئی۔ آجکل یہی لیبارٹری فورنرک لیبارٹری کے طور پر کام کر رہی ہے اور اسی کام پر میری PhD وہاں پر شروع ہو چکی تھی۔

پھر میں وہاں سے لندن آ گیا اور یہاں پر University College London سے مائیکرو بیا لوجی میں ایم ایس سی کی اور پھر شعبہ تدریس میں کورس کرنے کے بعد سے آج تک اسی شعبہ میں تدریس کا کام سرانجام دے رہا ہوں۔ مگر کالج کی روایتیں ابھی بھی برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں جرمنی میں مکرم چوہدری محمد علی صاحب کی یاد میں کالج کے باسکٹ بال کے کھلاڑیوں کے درمیان ٹورنامنٹ ہوا۔ ہم یہاں لندن سے ۹ جوان کھلاڑی جن میں خاکسار خالد منیر احمد، مرزا عبدالباسط صاحب، حافظ مسعود احمد صاحب، بشیر شریف صاحب، فرید احمد ڈوگر صاحب، انعام الحق قریشی صاحب، مرزا حفیظ احمد صاحب، مرزا منیر احمد صاحب، مرزا عبد الرشید صاحب (سیکرٹری صحت جسمانی) اور ضیاء الحق قریشی صاحب شامل تھے۔ ہم سب اس میں شرکت کے لیئے گئے اور جرمنی کی ربوہ کے زمانے کے مشہور منجھے ہوئے کھلاڑیوں پر مشتمل ٹیموں کو ہرا کر ٹرافی جیت کر آئے۔



دیتے تھے۔ خاکسار کو بھی محلہ دارالرحمت غربی اور رحمت بازار میں بحیثیت منتظم اطفال اور پھر زعیم مجلس خدام الاحمدیہ خدمات کی توفیق ملی۔ انگلستان آنے کے بعد خاکسار کو بحیثیت قائد خدام الاحمدیہ بریڈ فورڈ اور پھر بحیثیت ریجنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ ناتھ و سکاٹ لینڈ خدمات کی توفیق ملی۔ اسی طرح خاکسار کو صدر جماعت بریڈ فورڈ اور سیکرٹری امور خارجہ کی حیثیت سے بیس سال سے زائد عرصہ تک خدمات کی توفیق ملی۔ ❀❀



## نماز کس نے پڑھائی ہے..؟

(عطاء القادر طاہر)

تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے حاصل کی ہوئی تعلیم اور تربیت زندگی کے ہر موڑ پر کام آئی ہے جس کا سہرا تعلیم الاسلام کالج اور اس کے مایہ ناز اساتذہ کے سر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں خاکسار 1968-1970 تک زیر تعلیم رہا ہے۔ جہاں میں نے Bsc کی ڈگری حاصل کی چونکہ اس سے پہلے میں گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعلیم رہا تھا اس لئے دونوں کالجوں کے درمیان ہر قسم کا فرق میں محسوس کر سکتا تھا۔ گورنمنٹ کالج کی نسبت تعلیم الاسلام کالج کے اساتذہ نہایت محنتی اور طلباء کے ہمدرد تھے اپنے طلباء کے ساتھ ان کی شفقت محنت اور ہمدردی عیاں تھی تعلیم کے علاوہ زندگی میں ایک اچھا کردار رقم کرنے اور ایک اچھی شخصیت بننے کا درس بھی ملتا تھا یعنی اخلاقی و روحانی تربیت اور خود اعتمادی اور زندگی میں منظم ہونے کا سبق بھی سکھایا جاتا تھا۔ میری رہائش کالج ہوسٹل میں تھی۔ وہاں نمازوں کا باجماعت انتظام تھا۔

عشاء کی نماز کے بعد Study Hour ہوا کرتا تھا۔ ان دنوں امتحانات قریب تھے اور ہر لمحہ بغیر وقت ضائع کئے پڑھائی کا فکر لاحق رہتا تھا۔ ایک شام عشاء کیلئے سب طلباء انتظار کر رہے تھے۔ چوہدری محمد علی صاحب جو کہ ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ وہ باقاعدگی سے عشاء کی نماز باجماعت ادا کیا کرتے تھے۔ اس دن ہم سب بے چینی سے منتظر تھے کہ امام صاحب آئیں اور جلدی سے نماز پڑھائیں تاکہ ہم فارغ ہو کر امتحان کی تیاری کر سکیں اس دن خدا جانے کہ کیا ہوا کہ بصد انتظار امام صاحب تشریف نہ لاسکے میں

خاکسار کو بیالوجی سوسائٹی کے سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات کا موقع ملا۔ خاکسار کو اس بات کا فخر ہے کہ تنویر ملک مرحوم، محمود مرزا مرحوم، فلائٹ لیفٹیننٹ ابرار سوری شہید، منور انیس اور ظہیر خان جیسے ہونہار اور قابل طلباء کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ دو سال تک خاکسار کو المنار کے اردو سیکشن کے اسسٹنٹ ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کرنے کا موقع ملا۔ یہاں بھی محترمی پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب مرحوم، محترمی پروفیسر سعود احمد خان صاحب ڈاکٹر عبدالکریم خالد صاحب اور مکرم لیتق احمد عابد جیسے سینئر طلباء کی رہنمائی حاصل رہی۔ خاکسار نے اپنی زندگی کا پہلا اردو اور انگریزی کا مضمون المنار کیلئے تحریر کیا۔

کالج میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ تفریح کا بھی بہترین انتظام تھا۔ کالج کی طلباء کی یونین اور مختلف سوسائٹیاں نہ صرف تفریح کا سامان مہیا کرتیں بلکہ طلباء کے علم میں اضافہ اور عملی کام کا بھی موقع فراہم کرتیں۔ طلباء کی صحت جسمانی کا خیال رکھنے کیلئے مختلف کھیلوں کا اہتمام ہوتا جس میں اساتذہ خوب محنت سے طلباء کے معیار کو بلند کرتے۔ تعلیم الاسلام کالج نے باسکٹ بال، کبڈی، کشتی رانی اور دوسری کھیلوں میں بین الاقوامی معیار کے نامور کھلاڑی پیدا کئے جنہوں نے کالج کا، ربوہ کا اور ملک کا نام روشن کیا۔

1973ء کے شدید سیلاب کے دوران ہمیں محترمی چوہدری حمید اللہ صاحب کی طرف سے آدھی رات کو حکم ملا کہ دریائے چناب پر سردار ملاح سے کشتیاں لے کر محلہ دارالیمین میں سیلاب میں گھرے افراد کو نکالنے کیلئے فوراً پہنچیں۔ حکم کی تعمیل میں ہم چند ساتھیوں کے ہمراہ دریا کے کنارے سے کشتیاں لے کر دارالیمین پہنچے اور گھروں میں پھنسے افراد کو نکالنا شروع کیا۔ صبح تک ہمیں دارالضیافت سے روٹیاں اور اچار بھی دے دیا گیا جو ہم گھروں میں محصور افراد تک پہنچاتے رہے۔ صبح ہمیں حکم ہوا کہ دو ٹیمیں کشتیاں لے کر قریبی دیہات میں پھنسے ہوئے سیلاب زدگان کو کھانا اور ہو میو پیٹھی کی ادویات پہنچائیں۔ چنانچہ ہم دور دور کے دیہات تک جا کر ان کو دوائیں اور خوراک پہنچاتے رہے۔ روزانہ واپسی نماز مغرب کے بعد اندھیرا ہونے پر ہوتی تھی۔

کالج کے اکثر طلباء اپنے اپنے حلقوں میں جماعتی خدمات بھی سرانجام

ٹیکنالوجی، کے ایک ذیلی محکمہ میں ملازمت (ایڈمنسٹریشن) میں کام شروع کیا جو 1962ء تا مارچ 1975ء تک کیا۔ مارچ 1975ء سے مئی 2009ء تک جرمنی میں رہا، جہاں امریکن آرمی کی ٹرانسپورٹیشن کمانڈ فرینکفرٹ میں اور پھر یورپین ہینڈ کوآرڈرز Stuttgart میں۔ جس میں انسپکٹر اور انسٹرکٹر اور آخر میں Negotiator کے طور پر کام کیا، جو کہ سویڈن کے لئے ایک بڑا ذمہ واری اور مینیجریل کام تھا وہاں ایک تقریب میں چار پانچ سومٹری آفیسرز کے سامنے اسلام کی نمائندگی میں Integration پر تقریر کی۔ عیسائیت اور یہودیت کے پادری اور لیگل آدمی بھی مد مقابل تھے، جنہوں نے صرف چند منٹ تقریر کی۔ بہت پذیرائی ملی۔

آج کل خاکسار یہاں برطانیہ میں مقیم ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ گو کہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں مجھے کم عرصے کے لئے پڑھنے کا موقع ملا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ ایسے عظیم الشان تعلیمی ادارے کا سابقہ طالب علم ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ تعلیم الاسلام کالج میں اس مختصر دورے کو بھی میں آج تک نہیں بھول پایا کیونکہ وہاں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کو اعلیٰ اخلاق و اقدار کی بھی تعلیم دی جاتی تھی جو کہ ہمارے ملک کے دیگر تعلیمی اداروں میں بالکل مفقود تھی۔



### غزل... عبید اللہ علیہ السلام

کچھ دن تو بسو میری آنکھوں میں  
پھر خواب اگر ہو جاؤ تو کیا  
کوئی رنگ تو دو میرے چہرے کو  
پھر زخم اگر مہکاؤ تو کیا  
جب ہم ہی نہ مہکے پھر صاحب  
تم باد صبا کہلاؤ تو کیا  
اک آئینہ تھا سو ٹوٹ گیا  
اب خود سے اگر شرماؤ تو کیا  
تم آس بندھانے والے تھے  
اب تم بھی ہمیں ٹھکراؤ تو کیا

اتفاق سے بالکل اگلی صف میں بیٹھا تھا جب لڑکے مزید انتظار نہ کر سکے تو سب نے مجھے زبردستی آگے دھکیل دیا کہ امامت کرادو۔ میں نے جلدی سے نماز پڑھنا شروع کر دی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر نماز جلد ختم کروادی۔ کچھ دیر کے بعد معمول کے مطابق جب چوہدی محمد علی صاحب نماز کے لئے تشریف لائے تو نماز پہلے ہی ختم ہو چکی تھی انہوں نے کسی سے پوچھا کہ آج نماز کس نے پڑھائی تو کسی نے میرا نام لیا انہوں نے اپنے طور پر عشاء کی نماز ادا کی اور جاتے ہوئے کسی سے کہ گئے کہ عطاء القادر کو میرے پاس بھیج دو جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو بڑی شفقت سے مجھے بلا کر تلقین فرمائی کہ اگر امامت کروانے کا اتنا ہی شوق ہے تو سورتیں ذرا لمبی لمبی پڑھا کرو تا کہ دیر سے آنے والے نمازی بھی باجماعت نماز میں شامل ہو سکیں۔ سبحان اللہ! یہ اساتذہ شفقت و محبت کا مجسمہ تھا۔



### تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں میرے کچھ روز

چوہدری ناز احمد ناصر

**تعارف:** ناز احمد ناصر۔ پیدائش 21-7-1942 ادرحماں ضلع سرگودھا (حضرت مولوی شیر علی صاحبؒ اور بعض دیگر صحابہؒ کا جائے پیدائش)

**تعلیم:** پاکستان: پرائمری: گاؤں میں، مڈل: گولیکی ضلع گجرات، ضلع بھر میں فرسٹ پوزیشن اور وظیفہ کا حقدار، ہائی سکول: بھلووال ضلع سرگودھا، ہائی فرسٹ ڈویژن، انٹرمیڈیٹ اور بی اے (پرائیویٹ) اور بی اے ایل ایل بی (کراچی)، ہومیو پیتھک پریکٹسنگ سرٹیفکیٹ (گورنمنٹ آف پاکستان)

TIC ربوہ میں 1964 میں تقریباً دو ماہ پرائیویٹ سٹوڈنٹ کے طور پر انگریزی کے استاد پروفیسر چوہدری محمد شریف خالد صاحب سے پڑھنے کا موقع ملا۔ بہت بھلے مانس، خاموش طبع اور ہمدرد انسان تھے، کالج جماعت کی ملکیت اور انتظام کے تحت چلایا جا رہا تھا، ماحول دینی و روحانی تھا۔

1959ء کے شروع میں روزگار کی تلاش میں کراچی آیا۔ 1962ء کراچی میں گورنمنٹ آف پاکستان، منسٹری آف سائنس اینڈ

کی توفیق پائی اور جماعت کا قیام کیا۔ جدہ میں بیرون ملک سے عمرہ پر آنے والے افراد کے خدمت کا بھرپور موقع ملتا رہا چونکہ میرا کام ایئر پورٹ پر تھا اور آسانی سے اندر آ جا سکتا تھا اسلئے بھی اُن کو گھر لے جانا عمرہ کرانا اور پھر واپس ایئر پورٹ لے جانے کی خدمت کی سعادت پائی۔

1998ء میں واپس لندن آ گیا۔ آتے ہی مجلس انصار اللہ یو کے میں مکرم چوہدی وسیم احمد صاحب کے ساتھ کام شروع کر دیا۔ اس دوران قائد تربیت، قائد نومبائین اور قائد تعلیم القرآن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ اس کے علاوہ خاکسار کو پری میرج کونسلنگ PRE MARRAGE اور اصلاحی کمیٹی میں افراد کے مسائل حل کرنے کی بھی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد للہ۔



## میری یادیں (نصیر احمد شاہ)

خاکسار نے ابتدائی تعلیم ضلع سیالکوٹ قلعہ سو بھانگہ ہائی سکول میں حاصل کی اس کے بعد تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے BSc انجینئرنگ 1967ء میں مکمل کی پھر کراچی یونیورسٹی سے MSc فزکس 1970ء میں مکمل کی اسی سال انگلستان مزید پڑھائی کے لئے آ گیا۔

1973ء میں مانچسٹر یونیورسٹی سے BSc آنر کمپیوٹر سائنس میں مکمل کر کے انگلستان میں ہی کمپیوٹر فیلڈ میں کام شروع کیا جواب تک جاری ہے۔

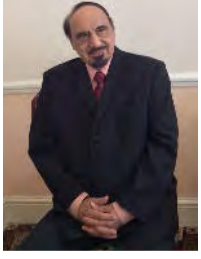
تعلیم الاسلام ہائی سکول کا وقت بہت شاندار گزرا، بہت دوست بنائے۔ چند ایک ابھی تک دوست ہیں اور اُن سے رابطہ قائم ہے جن میں نسیم احمد گجراتی، ارشد اقبال اور منیر الحق شاہد شامل ہیں۔ Fsc کے دوران سائنس سوسائٹی کا جنرل سیکریٹری تھا۔ اس طرح مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب جو کیمسٹری کے پروفیسر تھے کے ساتھ بہت قریبی تعلق تھا۔ اُن کی شفقت اور پیار اب بھی یاد ہے۔ مکرم پروفیسر چوہدی حمید اللہ صاحب جو ریاضی کے پروفیسر تھے اُن کا بھی بہت مقام ہے وہ تو اب بھی جلسہ سالانہ یو کے آتے ہیں تو بہت پیار سے ملتے ہیں۔ مکرم نصیر خان صاحب سے فزکس پڑھی، وہ بھی ایک مثالی پروفیسر تھے۔ اس طرح مکرم عطاء الرحمان صاحب دوسرے فزکس کے پروفیسر اپنی مثال آپ تھے۔ ہر ایک پروفیسر نے اپنی خداداد قابلیت سے ہمیں اپنے بچے سمجھ کر پڑھایا۔ ربوہ میں تعلیم کے دوران زعیم حلقہ کے فرائض انجام دینے کی توفیق ملی۔ لندن میں 1982ء سے 1984ء تک زعیم مجلس نیو مالڈن بھی رہا۔

1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی آمد پر اکثر اوقات رات 2 بجے سے 6 بجے تک پہرے کی ڈیوٹی کی سعادت پائی۔ اس طرح حضور اقدس سے بھی بہت محبت ملی۔ ستمبر 1984ء میں خاکسار سعودی عرب چلا گیا۔ وہاں پر جدہ میں سول ایوی ایشن میں بطور سافٹ ویئر انجینئر 14 سال کام کیا۔ اس دوران خاکسار نے نائب امیر جدہ شہر کے فرائض بھی ادا کرنے

## مخزل

قرضِ نگاہ یار ادا کر چکے ہیں ہم  
سب کچھ نثارِ راہ وفا کر چکے ہیں ہم  
کچھ امتحانِ دستِ جفا کر چکے ہیں ہم  
کچھ ان کی دسترس کا پتا کر چکے ہیں ہم  
اب احتیاط کی کوئی صورت نہیں رہی  
قاتل سے رسم و راہ سوا کر چکے ہیں ہم  
دیکھیں ہے کون کون، ضرورت نہیں رہی  
کوئے ستم میں سب کو خفا کر چکے ہیں ہم  
اب اپنا اختیار ہے چاہیں جہاں چلیں  
رہبر سے اپنی راہ جدا کر چکے ہیں ہم  
ان کی نظر میں، کیا کریں، پھیکا ہے اب بھی رنگ  
جتنا لہو تھا صرف قبا کر چکے ہیں ہم  
کچھ اپنے دل کی خو کا بھی شکرانہ چاہئے  
سو بار ان کی خو کا گلہ کر چکے ہیں ہم  
فیض احمد فیض

## تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ایک سابق طالب علم محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کے لئے ”سر“ کا اعزاز



قارئین المنار کے لئے یہ بات صد شکر اور خوشی کا موجب ہوگی کہ ہمارے ایک سابق طالب علم تعلیم الاسلام کالج محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کو ملکہ معظمہ برطانیہ کی طرف سے KBE کے اعزاز اور

دوسرے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ مورخہ 13 جون 2015 کو ملکہ معظمہ برطانیہ کی سالگرہ کے موقع پر جن اعزازات کا اعلان ہوا ہے ان میں محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کو KBE کا ایوارڈ دیا گیا ہے۔ جس کا

پورا نام Knight Commander of the Excellent Order of the British Empire ہے۔ آرڈر آف دی برٹش ایمپائر کے ایوارڈز میں سے KBE

کا ایوارڈ اعلیٰ ترین ایوارڈ ہے۔ اس آرڈر کے تحت دیگر اعزازات MBE, CBE, OBE ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب کو قبل ازیں

OBE کا ایوارڈ مل چکا ہے۔ KBE ایوارڈ کا مطلب ہے کہ آپ کو سر کا

خطاب دیا گیا ہے۔ آپ کو **سر افتخار احمد ایاز** لکھا اور پکارا جائے گا۔ سر افتخار

احمد ایاز صاحب کو اب تک ۳۵ سے زائد ایوارڈز مل چکے ہیں جن میں

الفریڈ ٹوبیل میڈل، پیس پرائز، ایمبیسڈر آف پیس، ایمبیسڈر آف نالج

آکسفورڈ یونیورسٹی اور انٹرنیشنل ہیومن رائٹس سروسز ایوارڈ بھی شامل ہے

آپ اس وقت انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ علاوہ

ازیں آپ ڈائریکٹر میڈیا فورم، ڈائریکٹر طاہر فاؤنڈیشن، ممبر MTA بورڈ

آف ڈائریکٹرز اور دیگر مختلف خدمات کی توفیق پارہے ہیں آپ کو احمدی

اسلام سیکرٹری اور ریفریو چیز کی خدمات کا خاص موقع مل رہا ہے۔

نیز آپ کو دنیا کے مختلف ممالک میں پیس سمپوزیم کی تقاریب میں

جماعت کی نمائندگی کرنے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ایوارڈ

محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب اور ساری جماعت کے لئے قارئین

المنار کے لئے بہت مبارک کرے۔ مجلس عاملہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ

سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن آپ کو اس اعزاز پر مبارک باد پیش کرتی ہے نیز

آپ کی صحت مند فعال زندگی کے لئے دعا گو ہے۔ آمین۔



## ڈاکٹر عبدالسلام اور فیض احمد فیض



ڈاکٹر سلام نے 1988ء میں پرل کانٹی نینٹل ہوٹل لاہور میں فیض میموریل لیکچر دیا۔ ڈاکٹر سلام نے اس لیکچر کے شروع میں فرمایا کہ جب برطانیہ میں ان کے دوست احباب کو معلوم ہوا کہ وہ فیض لیکچر دینے لاہور جا رہے ہیں تو انہوں نے حیرانگی کا اظہار کیا کہ سلام سائنس کا آدمی ہے جو کائنات کے راز آشکار کرنے کا متلاشی ہے جبکہ فیض شعر و شاعری کی دنیا کا باسی اور حسن و عشق کی باتیں کرنے والا۔ دونوں عالمی شخصیات دو مختلف دنیاؤں کی رہنے والی ہیں تو ان میں قدر مشترک کیا ہے؟

سلام نے اپنے لیکچر میں فرمایا کہ میں اور فیض دونوں ہی غیر ملکوں میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں، حکومت پاکستان کے نزدیک ہم دونوں ناپسندیدہ افراد ہیں، فیض عشق اور محبت کی دنیا کے باسی اور میں ایٹم کی خشک اور بے رنگ دنیا کا باسی۔

سلام کی فیض سے گہری دوستی تھی چنانچہ ایک دفعہ دونوں کو خراب موسم کی وجہ سے یورپ کے کسی ائر پورٹ پر مجبوراً کئی گھنٹے رکننا پڑا۔ سلام کی فرمائش پر فیض نے اپنے ہاتھ سے ان کی ڈائری میں اپنی مشہور نظم لکھی:

نثار میں تیری گلیوں کے اے وطن، کہ جہاں

چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

جب ڈاکٹر سلام کے فیض لیکچر کا اعلان اخبارات میں شائع ہوا تو فیض کی بیٹی پروفیسر سلیمہ ہاشمی اور ان کے شوہر پروفیسر شعیب ہاشمی کے بقول لاہور میں یہ سائنس کا کھڑکی توڑ ہفتہ تھا۔ لاہور کے سینما گھروں میں جب کوئی اردو یا پنجابی کی اچھی فلم لگتی تھی تو اس کو کھڑکی توڑ ہفتہ کہا جاتا تھا۔ کیونکہ لوگ ایک دوسرے پر چڑھ کر اور مار کٹائی کر کے ٹکٹ حاصل کرتے تھے۔ لیکچر کے منتظمین نے بتایا کہ پرل کانٹی نینٹل ہوٹل کے اس ہال میں 800 لوگوں کی گنجائش ہے اور ہم نے دس ہزار سے زیادہ لوگوں کو انکار کیا ہے۔ (زکریا ورک کی کتاب ”سلام عبدالسلام“ سے ماخوذ)

ایک سردار میوزیم گیا۔ وہاں اُس سے ایک کپ ٹوٹ گیا۔

**آفیسر:** تم نے 5000 سال پُرانا کپ توڑ دیا۔

**سردار:** خداداد شکر ہے.. میں سمجھیا نواں سی..!!



تصویری نمائش میں ایک خاتون ایک مصور سے بات کر رہی تھی۔ اس نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا:

اور تو خوب مگر یہ دیکھیں.. اس کے خدو خال ایسے بگڑے ہوئے ہیں کہ ایک بار نظر پڑ جائے تو دوبارہ دیکھنے کو جی نہیں چاہتا۔

مصور نے نہایت متانت سے جواب دیا: جی آپ نے بجا فرمایا.. لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہ تصویر نہیں آئینہ ہے..



**جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا، تو پھر لہو کیا ہے**

ہر ایک بات پہ کہتے ہو کہ ”تو کیا ہے“ تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تندخو کیا ہے یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے وگرنہ خوف بدآموزیِ عدو کیا ہے چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیرا ہن ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہوگا کریدتے ہو جو اب راکھ، جستجو کیا ہے رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا، تو پھر لہو کیا ہے



وہ آئے بزم میں اتنا تو میر نے دیکھا پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی



## جستہ



### بیوی

ایک بزرگ سے کسی شخص نے اپنی بیوی کا عیب بیان کیا تو انہوں نے پوچھا: ”تمہارا دھوبی کون ہے؟“ وہ بولا: بیوی ”گھر اور مال کا چوکیدار کون ہے؟“ وہ بولا: بیوی ”اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر عمر بھر کیلئے تمہارا ساتھی کون بنا ہے؟“ وہ بولا: بیوی ”پریشانی اور غم میں تمہاری دلجوئی کون کرتا ہے؟“ وہ بولا: بیوی جب تم بیمار ہوتے ہو تو تمہاری تیمارداری کون کرتا ہے؟ وہ بولا: بیوی بزرگ نے پوچھا کہ کیا تمہاری بیوی ان سب کاموں کی اجرت مانگتی ہے تم سے؟ وہ بولا: نہیں۔ بزرگ نے فرمایا: ”ایک عیب تو تم نے فوری ڈھونڈ لیا بیوی میں لیکن اتنی خوبیاں کبھی تمہیں نظر نہیں آئیں۔“

**وہ پاگل شاید آپ ہی ہوں!**

اردو کے امتحان میں محاوروں کو جملوں میں استعمال کرنے کا سوال بھی شامل تھا۔ چنانچہ ایک قابل اور ہونہار طالب علم نے ان محاوروں کو جس لیاقت اور قابلیت سے جملوں میں استعمال کیا آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

(۱) **پانچوں انگلیاں گھی میں ہونا:** امی کی پانچوں انگلیاں گھی میں تھیں، کیونکہ چمچ نہیں مل رہا تھا اور پکوڑے تلنے کے لئے گھی نکالنا بہت ضروری تھا۔

(۲) **کسی پر کیچڑ اچھالنا:** میں نے پتو کے گھر جا کر اس کی امی سے شکایت کی کہ آنٹی دیکھیں یہ مجھ پر کیچڑ اچھال کر بھاگ آیا ہے، آپ میرے کپڑے دیکھ لیں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔

(۳) **بال بال قرضے میں جکڑے جانا:** حامد کرزئی کا بال بال قرضے میں جکڑا گیا تھا، اسی لئے تو اُس نے بال کٹوائے اور اب خود دیکھ لیں کہ بالکل گنجا ہو چکا ہے۔

(۴) **آسمان سے باتیں کرنا:** ماسٹر صاحب! کل میں بازار سے سمو سے خریدنے کے لئے نکلا تو میں نے کیا دیکھا کہ ہمارے محلے کا ایک پاگل شخص

آسمان کی طرف منہ اٹھائے ہوئے آسمان سے باتیں کئے جا رہا تھا۔ ممتحن صاحب نے موصوف کے جوابات پڑھ کر ان کے پیپر پر لکھا!

”نمبرات 0/4 وہ پاگل آپ ہی ہوں گے!“



صاحب ایم اے آکسن، نائب پرنسپل محترم صوفی بشارت الرحمن صاحب مرحوم۔ جہاں تک اس وقت کے پروفیسر صاحبان کا تعلق ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب مرحوم، چوہدری محمد علی صاحب ایم اے، محمد دین صاحب ایم اے، ناصر احمد خان صاحب پرویز پروازی ایم اے، عبدالرشید غنی صاحب ایم اے مرحوم، چوہدری حمید اللہ صاحب ایم اے، پروفیسر چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے ایڈوکیٹ، قریشی عبدالجلیل صادق صاحب ایم اے، محمد احمد انور صاحب ایم اے، صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ایم اے اور محترمی محبوب خالد صاحب ایم اے تھے۔

جہاں تک میرے پروفیسر صاحبان کے پڑھانے کا تعلق ہے۔ ڈاکٹر

نصیر احمد صاحب ایم اے ہمارے سائنس کے اور



پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب ایم اے اور عبدالرشید غنی صاحب ایم اے حساب پڑھاتے تھے،

جبکہ مجھے ان سے پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا کیونکہ میرے مضامین سائنس کے نہیں تھے بلکہ آرٹس میرا مضمون تھا۔ میرا زیادہ تر تعلق صاحبزادہ مرزا

خورشید احمد صاحب، جو ہمیں انگلش پڑھاتے تھے، پروفیسر



محمد دین صاحب ایم اے دینیات پڑھاتے تھے۔ پروفیسر ناصر احمد خان پرویز پروازی اردو کے استاد تھے۔ قریشی عبدالجلیل صادق صاحب بھی انگلش پڑھاتے تھے۔



تعلیم الاسلام کالج اور میری یادیں  
(سید حسن خان۔ لندن)

انسان کے بچپن کی کچھ پرانی یادیں بیشک ایسی بھی ہوا کرتی ہیں جن کو انسان اپنی آئندہ زندگی میں یاد کرنے اور ان یادوں کی جگالی کرتے رہنے میں ایک ایسی عجیب خوشی اور لذت محسوس کرتا ہے جس کو بیان میں نہیں لایا جاسکتا۔ اور جب کبھی اپنا کوئی یار بلی اس بچپن کی بات کا ذکر چھیڑتا ہے تو فوراً ہی اس کا دل بجلی کے کرنٹ کی طرح ایک عجیب سی خوشی محسوس کرتا ہے۔ اور پھر اسی یاد میں گم ہو جاتا ہے اور پھر مزید سننے کی خواہش کرتا ہے۔

خاکسار ربوہ میں ہی پلا بڑھا اور یہاں کے سکول اور کالج میں ہی میں نے تعلیم حاصل کی اور ربوہ میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی وہ زمانہ جبکہ ربوہ خود ایک ابتدائی مراحل میں تھا۔ جہاں پر زندگی کی وہ آسائشیں نہیں تھیں جو آج کل ربوہ میں حاصل ہیں۔ جس وقت سکول میں بچوں کے لئے کرسیاں اور ڈیسک تو دور کی بات بیٹھنے کے لئے ٹاٹ تک مہیا نہیں تھے۔ بہر حال جو بھی اور جیسا بھی تھا اس پر ہم بے حد خوش اور مطمئن تھے۔ اس وقت کے ہمارے استاد اور پیارے دوستوں کی مہربانیاں اور شفقتیں ابھی بھی ہمیں یاد ہیں۔ خدا تعالیٰ میرے تمام استادوں کو خواہ انہوں نے مجھے سکول میں پڑھایا یا کالج میں ان سب کا تہہ دل سے ممنون اور شکر گزار ہوں اور ان کی سلامتی اور لمبی عمر کی دعا کرتا ہوں۔ خاکسار نے 1965ء میں تعلیم الاسلام کالج میں جب داخلہ لیا تو



اس وقت حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کالج کے پرنسپل تھے۔ جب خاکسار نے کالج میں داخلہ لینے کی درخواست دی تو

اس وقت داخلہ لینے کی تاریخ بیشک جا چکی تھی پھر بھی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت مجھے کالج میں داخلہ دیدیا۔

میرے کالج کے زمانہ میں پرنسپل حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد

دوستو اب بھی کرو تو بہ اگر کچھ عقل ہے

ورنہ خود سمجھائے گا وہ یار سمجھانے کے دن

(کلام محمود)



سندھی صاحب، ظریف احمد صاحب، خالد محمود صاحب، مرزا حفیظ احمد صاحب، محمود رفیق صاحب، وسیم باری صاحب بھی شامل تھے۔ مشاعرے سے قبل ایک جائنٹ میٹنگ کی گئی جس میں یو کے اور جرمنی کی ایسوسی ایشن کے ممبران شامل ہوئے۔ جس میں سب نے باری باری اپنا تعارف کروایا اور کچھ پرانی یادیں بھی تازہ کی گئیں۔ پھر چوہدری محمد علی مضطر کی یاد میں مشاعرہ منعقد ہوا۔ مشاعرے میں تقریباً 25 شعراء نے اپنا کلام پیش کیا اور نظامت کے فرائض محترم عرفان احمد خان دہلوی نے ادا کئے۔ مشاعرے کا ماحول بہت اچھا اور خوشگن تھا، سب نے بہت



ہی اچھا کلام پیش کیا اور ناظرین بہت محظوظ ہوئے، ہر طرف سے واہ واہ اور بہت خوب کی صدائیں آرہی تھیں۔ مشاعرہ جو کہ اڑھائی بجے شروع ہو کر نماز مغرب کے وقفے کے بعد عشاء تک جاری رہا۔ محترم سرفناخار احمد ایاز صاحب نے بھی تقریر کر کے چوہدری محمد علی مضطر عارفی کی شخصیت پر روشنی ڈالی اور خلافت کی برکات کا تذکرہ کیا۔ نیز محترم بشیر احمد رفیق صاحب نے اپنی یادوں کے خزینے سے بہت سے یادگار واقعات کا اضافہ کیا۔ لندن مشن کے ساتھ ساتھ چوہدری سرفناخار اللہ خاں کے ساتھ گزارے گئے ایام کی یاد تازہ ہوئی۔ لوگ چاہتے تھے کہ یہ بیان جاری رہے مگر وقت کافی ہو چکا تھا۔

مشاعرے کے اختتام پر مکرم و محترم مبارک صدیقی صاحب صدر ٹی

## انٹرنیشنل مشاعرہ بیت السبوح فرینکفرٹ جرمنی

زیر انتظام: تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

محترم پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب صدر تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی نے صدر ایسوسی ایشن یو کے سے باہم مشاورت کے بعد ایک مشاعرہ یکم نومبر 2015ء کو فرینکفرٹ میں منعقد کیا۔ جس میں تقریباً تین صد احاب نے شرکت کی۔ جس میں جناب امیر صاحب جماعت ہائے جرمنی جناب عبداللہ واگس صاحب، امام صاحب



بیت السبوح محترم حیدر علی ظفر صاحب، صدر مجلس انصار اللہ جرمنی، ان کے علاوہ یو کے سے سترہ اولڈ سٹوڈنٹس یو کے نے بھی لندن سے شرکت کی۔ جس میں صدر تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے محترم مبارک احمد صدیقی صاحب، نائب صدر محترم ظہیر احمد جتوئی سیکٹری تجنید رانا عبدالرزاق خان، سیکٹری فنانس سلیم الحق خان، محترم سرفناخار احمد ایاز صاحب، سابق امام مسجد فضل محترم بشیر احمد رفیق صاحب، سابق جنرل



سیکٹری جماعت احمدیہ یو کے محترم بشیر احمد اختر صاحب، طارق صفدر صاحب، سید حسن خان صاحب، ناصر جاوید خان صاحب، ڈاکٹر داؤد احمد طاہر صاحب، آصف علی پرویز صاحب، انس احمد بٹ صاحب، شفیق احمد

## تصاویر بر موقع مشاعرہ



آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا سنجیدہ و مزاحیہ کلام پیش کیا جس سے محفل کشت زعفران بن گئی۔ اسکے علاوہ انہوں نے اپنی شاعری کے ساتھ ساتھ برکات خلافت کے حوالے سے بہت سے ایمان افروز واقعات سنائے اور امام وقت کے ساتھ وفا اور اطاعت کا ایک مضبوط تعلق قائم رکھنے پر زور دیا۔

آخر دعا سے اس مبارک اور یادگار پروگرام کا اختتام ہوا جو کہ بہت سی انٹٹ یادیں چھوڑ گیا۔ پانچ دوست جو دو دن پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ اُن کو جمعہ کے روز جامعہ احمدیہ جرمنی دکھائی گئی تھی۔ دوسرے دن روڈ بیہمز اور فرینکفرٹ کی سیر کرائی گئی۔





نام کمایا۔ خاکسار کو والی بال کا شوق تھا اس لیے ٹیم میں شامل ہو کر کئی مقابلوں میں نمائندگی بھی کی۔

بی ایس سی آنرز ربوہ سے 1963ء میں مکمل کرنے کے بعد ایم ایس سی آنرز کے لئے لاہور میں پنجاب یونیورسٹی کے کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ میں داخلہ لے لیا۔ یہ ڈگری مجھے 1964ء میں پوری کرنے کی توفیق ملی۔ ایم ایس سی کے نتیجے کا انتظار ہو ہی رہا تھا کہ ایک دن مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نائب وکیل التبشیر (ہم ان کے پڑوس میں رہتے تھے) نے مجھ سے استفسار کیا کہ کیا میں افریقہ میں بطور ٹیچر کام کرنا پسند کروں گا۔ میں نے ہاں میں جواب دیا تو انہوں نے اگلے دن دفتر میں ملنے کے لئے کہا مختصر انٹرویو کے بعد خاکسار کو سیرالیون میں احمدیہ سکول فری ٹاؤن FREETOWN کے لئے بطور سائنس ٹیچر منتخب کر لیا گیا خاکسار نے تین سال کا وقف عارضی کیا جو 22 سال بعد ختم ہوا۔ اور میں 1965ء کے شروع میں سیرالیون روانہ ہو گیا۔ الحمد للہ۔

1965-67ء خاکسار نے احمدیہ سکول فری ٹاؤن FREETOWN میں بطور سائنس ٹیچر کام کیا اس دوران میں نے FOURAH BAY کالج میں داخلہ لے لیا جو کہ انگلینڈ کی ڈرہم یونیورسٹی کے ساتھ منسلک تھا اور ایم ایس سی ڈگری حاصل کرنے کی توفیق ملی۔

خدا کے فضل سے انٹرنیشنل جرنل آف کیمیکل سوسائٹی میں میرے ۲ پیپرز شائع ہوئے۔ جنوری 1968ء میں مرکز نے مجھے احمدیہ سینڈری سکول BOAJIBU کا ہیڈ ماسٹر مقرر کر دیا۔ اس سکول میں مجھے ساڑھے چھ سال کام کرنے کا موقع ملا۔ سائنس زون مکمل کرنے کی توفیق ملی اس کے علاوہ تین ٹیچرز کو انٹرز بنانے کی توفیق ملی۔ جولائی 1975ء میں مرکز نے مجھے احمدیہ سکول BO کا پرنسپل مقرر کر دیا احمدیہ جماعت کا یہ پہلا سینڈری سکول 1960ء میں شروع ہوا تھا اور جماعت کا سب سے بڑا سکول ہے۔

میرے گیارہ سال کے دور میں سکول نے خوب ترقی کی اور تعلیمی معیار کے لحاظ سے اور ڈسپلن کے اچھا ہونے کی وجہ سے سکول کا نام پورے ملک میں اچھے الفاظ میں یاد کیا جاتا رہا۔ پڑوسی ممالک گیمبیا، لائبیریا اور گنی سے بھی طلباء تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ اچھے تعلیمی نتائج اور فٹ بال



## میری کچھ یادیں

(بشیر احمد اختر - سابق جنرل سیکریٹری جماعت احمدیہ یو کے)

ٹی آئی ہائی اسکول ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1958ء میں ٹی آئی کالج میں داخلہ لینے کو ایک بڑا اعزاز سمجھتا ہوں۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (پرنسپل) نے میرا انٹرویو لیا اور مجھے میری میٹرک میں بہت اچھی کارکردگی کی بنا پر اسکا لرشپ سے نوازا۔ میں نے کالج کے ماحول اور اعلیٰ تعلیمی معیار سے خوب فائدہ اٹھایا اور مجھے بہت ہی محبت کرنے والے اور محنتی اساتذہ سے پڑھنے کا موقع ملا۔ ان میں مولانا ابو العطاء صاحب، پروفیسر عطاء الرحمان صاحب، پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب، مکرم مبارک احمد انصاری صاحب، مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب شامل ہیں۔ مکرم ناصر ابراہیم صاحب کا خوبصورت طرز تحریر اب بھی مجھے یاد ہے۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایک ڈورانڈیش اور خاصی خوبیوں کے مالک انسان تھے۔ آپ کی بدولت کالج کا ڈسپلن اور پڑھائی کا معیار اتنا اچھا تھا کہ سارے ملک سے طلباء یہاں پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ آپ طلباء کی ضروریات کا خیال رکھتے اور ان کی صحت میں کافی دلچسپی لیتے۔ طلباء اور اساتذہ آپ کا بہت عزت و احترام کرتے تھے۔

بی ایس سی (آنرز) کے دوسرے سال میں ہم کیمسٹری ونگ کے سامنے چار طلباء کھڑے تھے۔ کہ اتنے میں اچانک حضور تشریف لائے۔ ہم میں سے جس لڑکے نے عینک پہنی ہوئی تھی اُس سے باتیں شروع کر دیں اور فرمایا کہ تم چینی سونف اور کالی مرچ کو اکٹھا ملا کر پاؤڈر بنا لو اور دو تین دفعہ دن میں استعمال کیا کرو۔ نظر ٹھیک ہو جائے گی۔ غور کریں آپ کو طلباء کی صحت کا کتنا خیال تھا۔

آنرز کے آخری سال میں کالج کی سائنس سوسائٹی کا الیکشن ہوا تو خاکسار کو ایک سال کے لئے صدر کے طور پر خدمت کا موقع ملا۔ اس عرصہ میں کئی اجلاس ہوئے۔ جس میں اساتذہ اور طلباء نے مقالے پڑھے اور کالج کی بہتری کے لیے کئی ایک تجاویز بھی پیش کیں۔ کالج خدا تعالیٰ کے فضل سے کھیلوں میں خوب مشہور تھا۔ باسکٹ بال اور کشتی رانی میں کالج نے خوب

صاحب سیرالیون نے صدر صاحب کے گھر لے جا کر ملاقات کروائی۔  
باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ ان کی اہلیہ میری بیٹی نورین کی کلاس فیلو تھی  
اور احمدیہ سیکنڈری سکول BO کی طالبہ۔ صدر صاحب نے فرمایا:  
”دیکھو احمدیت تو میرے گھر میں داخل ہو گئی ہے۔“

وہ بڑے خوش مزاج اور دور اندیش انسان تھے جنہوں نے اچھی  
طبیعت کی وجہ سے سیرالیون میں امن قائم کرنے کے لئے اچھا کردار ادا کیا۔  
لوگ ان کی بصیرت کی تعریف کرتے ہیں احمدیہ مشن کے ساتھ ان کے بہت  
اچھے تعلقات تھے نیز جماعت احمدیہ کے مداح بھی تھے۔

سیرالیون جماعت نے اپنا جلسہ سالانہ مارچ 2010ء میں کرنے کا  
فیصلہ کیا اور احمدیہ سکول BO نے مارچ کے وسط میں اسی سکول کی گولڈن  
جوہلی منانے کا فیصلہ کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز  
نے مجھے دونوں پروگراموں کے لئے مرکزی نمائندہ کے طور پر مقرر فرمایا۔  
قریباً 24 سالوں کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے دوستوں اور طلباء سے ملنے کا موقع  
فراہم کیا۔ حضور نے ازراہ شفقت میری اہلیہ صفیہ اختر کو بھی ساتھ لے جانے  
کا فرمایا۔ میری زندگی کا یہ ایک بہت ہی اہم اور فضلوں سے بھرپور سفر تھا اور  
یہ محض خلافت کی ہی برکت تھی۔ احمدیہ اسکینڈری سکول BO اور پرانے طلباء  
اور طالبات نے ایک شام استقبال کا اہتمام کیا۔ 100 سو کے قریب حاضری  
تھی مجھے یہ جان کر بہت خوش ہوئی کہ ہمارے طلباء گورنمنٹ۔ آرمی، پولیس  
کے علاوہ پرائیویٹ سیکٹر میں بہت اہم عہدوں پر کام کر رہے تھے۔ ان  
میں ڈاکٹر انجینئر ز بھی موجود تھے ان کی تقاریر محبت و عزت اور پیار سے بھر  
پور تھیں۔ اس دن مجھے سمجھ آیا کہ ”شاگرد نے جو پایا اُستاد کی دولت ہے“ کا کیا  
مطلب ہے۔ تقاریر نے میرا سرفخر سے بلند کر دیا۔ الحمد للہ۔ ان کے محبت  
بھرے الفاظ میری زندگی کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ BO کے شہری پولیس آرمی اور  
سکول بینڈ کی سرکردگی میں ہونے والا مارچ پاسٹ ہمیشہ یاد رہے گا۔

میرے اس دورے کا اخباروں میں بھی خوب چرچا ہوا اور میرے چند  
اہم کاموں کی تعریف بھی کی گئی تھی۔ گولڈن جوہلی کے موقع پر کی گئی تقریر  
کے بہت سارے حصے اکثر اخباروں میں شائع ہوئے۔ جلسہ سالانہ کے  
افتتاحی اجلاس میں خاکسار نے حضور انور کا پیغام پڑھا اور آخری دن تقریر

میں صوبائی لیول پر کئی بار ٹرافی جیتی جس کے نتیجے میں سکول کا نام بڑی عزت  
سے لیا جاتا رہا۔ سکولوں کی ترقی کے لئے گورنمنٹ نے پرنسپل صاحبان کی  
ایسوشن بنائی اور خاکسار صوبائی تنظیم کا جنرل سیکریٹری مقرر ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث<sup>ل</sup> مئی 1970ء میں BO تشریف لائے اور  
سکول کا معائنہ فرمایا ان کی سکول میں تشریف آوری کی یاد میں ہر سال گیارہ  
مئی کو ”ناصر ڈے“ منایا جاتا ہے۔ 1985ء میں سکول کی سلور جوہلی بڑے  
دُھوم دھام سے منائی گئی۔ خاکسار کو اس موقع پر سکول کا ANTHEM لکھنے  
کی توفیق ملی اور امیر صاحب نے احمدیہ مشن کے سارے سکولوں میں یہ ترانہ  
صبحِ اسمبلی کے وقت گانے کی ہدایت فرمائی اس وقت 80 سکولوں میں یہ ترانہ  
گایا جا رہا ہے۔

1986ء میں سانس کی بیماری نے جب زور پکڑ لیا تو خاکسار نے حضور ایدہ  
اللہ تعالیٰ کی اجازت سے استعفیٰ دے دیا اور پاکستان میں رہائش اختیار کر لی۔  
1991ء کے وسط میں لندن آیا اور ویسبلڈن جماعت احمدیہ کے صدر  
کے طور پر خدمت کی توفیق پائی اور بعد میں مجھے قائد تبلیغ انصار اللہ یو کے مقرر  
کیا گیا اور حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ انگریزی میں سوال و جواب کی بہت  
ساری مجالس سجانے کا اعزاز بھی پایا۔ محترم رفیق حیات صاحب کی صدارت  
میں دو سال نائب صدر انصار اللہ یو کے کام بھی کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع<sup>ل</sup>  
نے 2001ء میں مجھے جنرل سیکریٹری یو کے مقرر فرمایا۔ الحمد للہ۔ مجھے بارہ  
سال جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ حضور انور نے مجھے اب یو کے ہسٹری  
ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے کی ہدایت فرمائی ہوئی ہے یہ کام کافی مشکل بھی  
ہے اور محنت طلب بھی۔

2009ء کے وسط میں حضور انور نے سیرالون کے صدر مملکت کو بیت  
الفتوح میں جب عشائیہ دیا تو گفتگو کے دوران انہیں پتہ چلا کہ صدر صاحب  
کے ساتھ آنے والے احباب میں تین چار احباب میرے (خاکسار) شاگرد  
بھی تھے۔ حضور نے امیر صاحب سے فرمایا کہ بشیر اختر کو بلا لیا جائے۔ میں  
چونکہ ساتھ والے کمرے میں انتظامات کروا رہا تھا اس لئے فوراً حاضر ہو گیا  
اور حضور ایدہ اللہ کے ساتھ اور صدر صاحب سے مصافحہ کیا اور انہیں خوش  
آمدید کہا۔ 2010ء مارچ میں جب حضور نے مجھے سیرالیون بھجوایا تو امیر

سے تحریک جدید ربوہ میں 27 سال خدمت کرنے کے بعد یہاں یو کے میں 15 سال جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس کے علاوہ قیام ربوہ میں خدام الاحمدیہ مقامی مرکزیہ اور انصار اللہ مقامی اور مرکزیہ میں مختلف عہدوں پر بھی خدمت بجالانے کی توفیق ملتی رہی۔ الحمد للہ۔ یو کے میں جب TIC اولڈ سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے قیام کا پروگرام بنایا گیا تو مکرم رفیق اختر روزی صاحب، محترم مرزا عبدالرشید صاحب خاکسار اور چند دوستوں نے جلسہ سالانہ یو کے 2006 کے دوسرے دن ایک میٹنگ کی اور پھر حضور انور کی خدمت میں خط لکھ کر اس تنظیم کے قیام کی منظوری حاصل کی گئی۔ ❀❀



## اکلوتا سٹوڈنٹ

(عرفان احمد شہزاد)

خاکسار کا تعلق پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ہے۔ تعلیم السلام کالج (1988 تا 1990) سے MA عربی کی ڈگری حاصل کی۔ کالج کی فٹ بال اور ہاکی کی ٹیموں کا کھلاڑی رہا اور قرارداد پاکستان کی گولڈن جوہلی کے سلسلہ میں منعقدہ ڈویژنل فٹ بال ٹورنامنٹ میں سلور میڈل حاصل کیا۔ 1993 سے 1994 تک بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ خدمت کی توفیق پائی۔ دو سال نصرت جہاں سکیم کے تحت گیمیا مغربی افریقہ میں بحیثیت استاد کام کیا۔ 1996 سے لندن میں جماعت فضل مسجد کارہائشی ہے۔ 2009 تا حال خاکسار کی ناصر کرکٹ کلب کو مجلس صحت یو کے کیساتھ مل کر خلافت جوہلی مسرور انٹرنیشنل کرکٹ ٹورنامنٹ منعقد کروانے کی توفیق مل رہی ہے۔

مادر علمی تعلیم الاسلام کالج پتائے دو سال زندگی کے یادگار ایام ہیں جن میں مکرم سلطان اکبر صاحب اور مکرم اسلم صابر صاحب جیسے قابل اساتذہ اکرام کی صحبت علمی نصیب ہوئی۔ ہماری کلاس چھ عدد طالبات اور 99 کم 100 طلباء پر مشتمل تھی یعنی خاکسار اپنی کلاس کا اکلوتا مرد سٹوڈنٹ تھا اور اسی خصوصیت کے بنا پر پورے Campus میں مشہور تھا، جب بھی لیکچر Attend کر کے کلاس سے نکلتا تو MSC فزکس کے طلباء کا یہ نعرہ سنائی پڑتا کہ ”سب بہنوں کا ایک ہی بھائی، عرفان بھائی۔ عرفان بھائی۔“

کالج میں گزرے واقعات میں نصرت و تائید الہی کا واقعہ 1989 میں پیش آیا جب بینظیر بھٹو نے طلباء تنظیموں سے پابندی اٹھالی، کالج میں الیکشن ہوئے صدر، نائب صدر اور جنرل سیکرٹری کے لیے چناؤ ہونا تھا۔ خاکسار نے

بھی کی۔ افتتاحی اجلاس میں میرے تعارف میں حاضرین کو بتایا گیا کہ میں نے گیارہ سال سکول کی کس محنت سے خدمت کی۔ (سکول کو اے لیول سٹیٹس دلویا گیا۔ چھٹی بلڈنگز بنوائی گئیں جن میں بورڈنگ ہاؤس بھی شامل تھا۔ اچھا ڈسپلن اور اچھے نتائج سکول کا خاصہ بن گئے۔ فٹ بال ٹرافی کئی بار جیتی گئی۔ سکول آہستہ لکھا گیا۔ رسالہ المنار کا اجراء۔ وغیرہ وغیرہ)

چند ایک کاموں کو سن کر سامعین بڑے خوش ہوئے۔ اسٹیج پر بیٹھے ایک اہم سیاست دان نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہمارے مہمان خصوصی کو قومی ایوارڈ ملنا چاہیے۔ لجنہ کے اجلاس میں میری اہلیہ کو بھی تقریر کا موقع ملا۔ میں خدا تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ ساری عمر اُس نے جماعتی خدمت کی توفیق دی۔ اور اب بھی دے رہا ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جس سے ہر فیض کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں ان چشموں میں سے پانی پینے والوں میں شامل ہو گیا۔ مشکل وقت بھی آئے اور حرص دنیا کی چکار بھی مگر خلفاء کی دعاؤں نے ہمیشہ میری مدد کی اور راہ راست پر قائم رکھا۔ الحمد للہ۔



## وہ سنہرے دن

(مرزا حفیظ احمد)

خاکسار مرزا حفیظ احمد ربوہ میں پیدا ہوا میٹرک ربوہ سے کی پھر 1970 تا 1972 دو سال کالج میں پڑھنے کا موقع ملا۔ حضرت قاضی محمد اسلم صاحب نے داخلہ دیا۔ دو سال تک محترم پرویز پروازی صاحب نے اردو سکھانے کی کوشش کی۔ انگریزی مختلف اساتذہ نے پڑھائی اسی لئے نہ آئی۔ محترم چچا شریف خالد صاحب نے زیادہ پڑھائی اس لیے اب سمجھنے کے قابل ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ محترم اسلم منگلا صاحب محترم مسعود خان صاحب میرے اساتذہ میں شامل ہیں۔ کالج کے دوران اور بعد میں بھی حضرت چوہدری محمد علی صاحب کے زیر سایہ باسکٹ بال بھی کھیلنے کا موقع ملا۔ ہمارے ٹیم کے کیپٹن مرزا اعزاز رسول صاحب تھے اور دیگر کھلاڑیوں میں محترم شکیل صاحب، محترم رشید چھیدا صاحب، محترم متین چیمہ صاحب شامل تھے۔

خاکسار چونکہ ربوہ میں پلا بڑھا اس لئے بچپن سے ہی جماعت کی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ کالج کی تعلیم کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل



## آج طالب علم اور کل استاد

(آصف علی پرویز)

میں اپنے آپ کو ان چند خوش قسمت لوگوں میں سے سمجھتا ہوں جنہیں نہ صرف چھ سال یعنی F.sc سے M.sc تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پڑھنے کا موقع ملا۔ بلکہ اس کے بعد کالج میں پڑھانے کا اعزاز بھی ملا۔

1969 سے 1971 تک خاکسار نے پہلی Msc کلاس میں داخلہ لیا۔ دوران تعلیم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس عاجز سے لقمان سرکار شپ“ آغاز فرمایا۔ خاکسار نے جب آخری پرچہ ختم کیا اور کمرہ امتحان سے باہر نکلا تو محترم پروفیسر نصیر خان صاحب صدر شعبہ فزکس کی جانب سے پیغام ملا کہ گھر جانے سے پہلے نیو کیمپس میں انہیں مل کر جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا ہے جو میں تمہیں سنانا چاہتا ہوں۔ یہ دو صفحوں پر مشتمل درخواست تھی جس میں خاکسار کی تعلیمی کاوشوں کی تفصیلی ذکر تھا اور بالآخر حضورؒ سے درخواست کی گئی تھی کہ اس عاجز کو کالج میں بطور لیکچرار تعین کیا جائے۔ آپ خط پڑھ کر مجھے سنار ہے تھے اور میرا سر شکر اور عجز سے جھکا جا رہا تھا۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ عاجز اس قابل ہے کہ نتیجہ نکلنے سے پہلے ہی بطور لیکچرار متعین ہو۔ حضور انورؒ نے ازراہ شفقت میری تقرری کی منظوری فرمائی۔ الحمد للہ۔

محترم پروفیسر نصیر خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے تمہیں خاص طور پر Msc کو پڑھانے کے لئے چنا ہے۔ چنانچہ خاکسار اپنی تقرری کے دوران Msc کو پڑھا تا رہا اور ساتھ ہی Msc کی لیبارٹری کا انچارج تھا۔

یہ ہے محترم پروفیسر نصیر خاں صاحب کی ذرہ نوازی۔ اس وقت خاکسار کی عمر محض 21 سال تھی جب کہ میری عمر کے طلباء ابھی Bsc یا Msc میں پڑھ رہے تھے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ❀❀

یہ نگوں کی مہک ہے کہ لب یار کی خوشبو  
کس راہ کی جانب سے صبا آتی ہے دیکھو  
گلشن میں بہار آئی کہ زنداں ہوا آباد  
کس سمت سے نگوں کی صدا آتی ہے دیکھو

احمدیہ سٹوڈنٹس فیڈریشن کی طرف سے نائب صدر کے لیے کاغذات جمع کروائے۔ کالج میں ہمارے علاوہ پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن (PSF)، امامیہ سٹوڈنٹس فیڈریشن (ISF) اور اسلامی جمعیت طلباء (IJT) موجود تھیں۔ جنرل سیکرٹری کے دو امیدواروں کے علاوہ مجھ سمیت سب کے کاغذات لیکچر short ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیے گئے اور ون ٹو ون مقابلہ احمدیہ سٹوڈنٹس فیڈریشن اور اسلامی جمعیت طلباء (IJT) کے درمیان تھا۔

PSF، ASF اور ISF کے اتحاد کے باعث شروع میں یہ مقابلہ میں یکطرفہ محسوس ہو رہا تھا مگر جمعیت والوں نے ختم نبوت کا نعرہ لگا کر IJT کی جگہ ختم نبوت سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام سے نیا اتحاد بنا لیا جسکی وجہ سے ISF کے علاوہ سارے طلباء ہمارا ساتھ چھوڑ گئے مگر خدا کے فضل سے ہمارے امیدوار سخت مقابلے اور تین دفعہ گنتی کے بعد ایک ووٹ سے کامیاب ہوئے۔

کالج کے Part 2 کے امتحانات قریب تھے کہ پیر محل میں کرکٹ میچ تھا اور بعد میں مشاعرہ بھی۔ ہمارے MSC فزکس کے طالب علم مکرم سید محمود احمد شاہ آف جہلم کی مدد سے اپنا پہلا اور آخری کلام کہا جو کالج والوں کو پسند آ گیا اور یوں خاکسار نے مشاعرے میں دوسری پوزیشن حاصل کی اور ہم نے کرکٹ ٹورنامنٹ بھی جیت لیا۔ کلام کچھ یوں تھا:

بے نام ہزیمت پہ مری سوچ اڑی ہے  
احساس کی سولی ہے کہ جو دل میں گڑی ہے  
سیارے کی مانند ہوں میں تو مرا سورج  
زنجیر ترے پیار کی پاؤں میں پڑی ہے  
زرخیزی دل کے لیے ہے عشق ضروری  
کہتی ہے یہ مٹی کہ مجھے آس بڑی ہے  
ہر سمت جفاؤں کے تقاضے ہیں مسخر  
تنہا کسی کونے میں وفا آج کھڑی ہے  
یوں جیسے اُتر آتی ہیں آکاش سے بوندیں  
اس طرح لگی آنکھ میں اشکوں کی جھڑی ہے  
آنکھوں میں تری اشک ہیں قربت کے خزینے  
عرفان کی صورت تو نگینوں میں جڑی ہے



## رپورٹ باسکٹ بال ٹورنامنٹ

ماہین ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشنز جرمنی و برطانیہ

ٹی آئی اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی نے مورخہ 14 نومبر 2015ء کو جرمنی میں حضرت چوہدری محمد علی صاحب مرحوم سابق پرنسپل و انچارج باسکٹ بال کی یاد میں ایک باسکٹ بال ٹورنامنٹ

منظوری عطا فرمائی۔ جزا ہم اللہ احسن الجزاء۔

ہماری 11 افراد پر مشتمل ٹیم بذریعہ وین صبح 4 بجے بیت الصبح جرمنی پہنچی۔ ٹیم کے ممبران میں خاکسار مرزا عبدالرشید کیپٹن، مکرم قریشی ضیاء الحق صاحب، مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب، مکرم مرزا عبدالباسط صاحب، مکرم بشیر احمد شریف صاحب، مکرم حافظ مسعود احمد صاحب، مکرم خالد منیر صاحب، مکرم سردار فرید احمد ڈوگر صاحب، مکرم مرزا منیر احمد صاحب اور مکرم قریشی انعام الحق صاحب شامل تھے۔ اسی روز بعد دوپہر نماز ظہر عصر مکرم چوہدری حمید احمد صاحب صدر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی نے بعد تلاوت ٹورنامنٹ کا افتتاح فرمایا۔ یو۔ کے سمیت گل چارٹیوں نے ٹورنامنٹ میں حصہ لیا۔ کل 6 میچ کھیلے گئے۔ تمام میچ انتہائی دلچسپ اور کانٹے دار تھے۔ کیونکہ ٹی آئی کالج کے تمام سپر سٹارز ایک لمبے عرصہ کے بعد پھر اکٹھے میدان میں تھے، جرمنی جماعت کی کثیر تعداد نے تشریف لاکر ٹورنامنٹ کی رونق کو

کے انعقاد کا فیصلہ کیا اور جرمنی کی ایسوسی ایشن نے یو کے کی ایسوسی ایشن کے صدر مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب کو اس ٹورنامنٹ میں شمولیت کی دعوت دی۔ چونکہ یو۔ کے میں باقاعدہ مجلس صحت کا قیام عمل میں آچکا ہے اس لئے محترم صدر صاحب نے خاکسار مرزا عبدالرشید صدر مجلس صحت کو اس ٹورنامنٹ میں اپنی ٹیم بھجوانے کا ارشاد فرمایا۔



حضرت چوہدری محمد علی صاحب جن کا خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف جماعت احمدیہ میں بلکہ جماعت سے باہر پاکستان اور کھیل کی دنیا میں ایک بڑا نام ہے، ان کی یاد میں ٹورنامنٹ ہوا وہ بھی باسکٹ بال کا تو اس میں شامل نہ ہونے کے بارہ میں تو سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ چونکہ یو۔ کے میں باسکٹ بال باقاعدہ کھیلا جاتا ہے، اس لئے تمام کھلاڑیوں نے فوراً اس ٹورنامنٹ میں شمولیت کا فیصلہ کر لیا۔

تاہم اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے تمام کھلاڑیوں سے رابطہ کر کے ان کو پریکٹس کیلئے تیار کیا گیا اور 11 اولڈ لڑکوں کی ٹیم تیار کی گئی۔ چونکہ خاکسار خود باسکٹ بال کا پلیئر ہے، اس لئے شوق سے تمام انتظامات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ ٹیم کی تیاری کے بعد جرمنی جانے کیلئے سفر کے انتظامات کئے گئے جس کیلئے مکرم امیر صاحب یو۔ کے نے سفر کیلئے اخراجات کی بطور خاص



دوبالا کیا۔ خصوصاً محترم مولانا حیدر علی ظفر صاحب، محترم صدر صاحب انصار اللہ جرمنی اور دیگر متعدد عہدیداران نے اولڈ کھلاڑیوں کی خوب حوصلہ افزائی کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

**T.I.College Old Students Association U.K**  
Ref.: Invitation Date: 12-02-2016

دعوت نامہ برائے سالانہ اجلاس و تقریب عشاء  
مورخہ: پیر مارچ بروز اتوار بہتنام بیت الفتوح مورخہ  
مکرم و محترم ممبر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے  
السلام نیٹیم و رستہ اللہ و برکات

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام سالانہ عشاء تیہ 2016 مورخہ: پیر مارچ بروز اتوار بوقت شام ساڑھے چار بجے طاہر ہال بیت الفتوح میں منعقد ہوگا۔ آپ سے اس یادگار شام میں شرکت کی درخواست کی جاتی ہے۔ ایسوسی ایشن کے ممبران اپنے ساتھ اپنے بیویوں کو جو تیرہ دو دو سال سے زائد عمر کے ہوں اپنے ساتھ لائے جاسکتے ہیں۔ آپ کی شرکت ہمارے لئے باعث سعادت و نجات ہے۔

اس سال انشا اللہ اعزیزاً آئندہ دو سالوں کے لئے ایسوسی ایشن کے عہدہ اہلکار کے انتخابات بھی ہوں گے آپ سے دعا کی جاتی ہے کہ وہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اس تقریب کو کامیاب اور بابرکت فرمائے اور ہمیں امام وقت ایہ اللہ تعالیٰ بضر و احزوب کی حقیقی اطاعت کرنے والا اور خاتم النبیین بنائے آمین

والسلام  
میاک صدیقی  
صدر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے  
Mobile: 07951406634



بالآخر فائنل میچ یو کے اور جرمنی کی ایک ٹیم کے درمیان کھیلا گیا جو بہت دلچسپ رہا اور یو کے کے اولڈ سٹوڈنٹس نے میچ جیت کر پہلی پوزیشن حاصل کی۔

ہم محترم امیر صاحب جرمنی کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے فائنل سیشن میں تشریف لاکر میچ ملاحظہ کیا اور آخر میں تمام کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور مختصر خطاب و نصائح فرمائیں۔

اگلے روز صبح ہمارے ایک بھائی اور اولڈ سٹوڈنٹ مکرم سلیم الدین صاحب کے پرزور اصرار پر ان کے دولت خانہ پر ناشتہ کیا گیا اور بعض خوبصورت مقامات کی سیر کے بعد لندن کیلئے واپسی ہوئی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیریت لندن پہنچے۔

رپورٹ مرتبہ:

مرزا عبدالرشید

کیپٹن ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس باسکٹ بال





